بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

مسلسل اشاعت کے سینتالیس سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

556

محرم، صفر ۱۴۳۳ھ

دسمبر 2011

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

(مکتوبات)

مشاہیر

بنام

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ و مولانا سمیع الحق مدظلہ

ترتیب و تالیف و تصحیح و حواشی
مولانا سمیع الحق

تقریباً پون صدی پر مشتمل اساطین علم ادب، علماء و محدثین، مشائخ و اکابرین امت، نامور اہل قلم شہسواران صحافت، دانشور و مصنفین، سیاسی زعماء حکمران و سلاطین کے مکتوبات نگارشات، تاثرات اور احساسات کا مجموعہ علمی، فقہی، مذہبی مسائل، ملکی تحریکات و بین الاقوامی سیاسی اتار چڑھاؤ اور عالم اسلام کو درپیش بحرانوں کے مد و جذر پر ارباب فکر و دانش کے خیالات و افکار کا ایک بڑا ذخیرہ مولانا سمیع الحق کے قلم سے ادبی تعارفی حواشی اور توضیحات مشاہیر کے خطوط کے عکسی نمونے

اکابر برصغیر پاک و ہند بشمول بنگلہ دیش کے خطوط (پانچ جلدوں پر مشتمل)

مکمل سیٹ 7 جلدوں میں

جلد اول: ا تا ے بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق .... صفحات (۷۰۲)

بنام مولانا سمیع الحق (حسب ذیل چھ جلدیں)

جلد دوم : ا ب پ ...... (۵۰۸) ★ جلد سوم : ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ز س ...... صفحات (۵۸۷)

جلد چہارم: ش ص ض ط ظ ع ......صفحات (۶۸۲) ★ جلد پنجم: غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ے ......صفحات (۵۱۳)

جلد ششم : افغانستان (جہادی مشاہیر کے خطوط، جہادی رپورٹیں، شہداء، تحریک طالبان پر مشتمل تفصیلات گویا جہاد افغانستان اور جامعہ حقانیہ مستقل ایک جلد .... (صفحات ۶۰۰ سے زائد)

جلد ہفتم: بیرونی ممالک ایران، عالم عرب، افریقہ، سنٹرل ایشیاء، فار ایسٹ، امریکہ اور یورپی ممالک .... (صفحات ۵۰۰ سے زائد)

نوٹ ...... مکتوب نگاروں کی ترتیب فرق مراتب کا لحاظ کئے بغیر حروف تہجی الف باء تا کے مطابق رکھی گئی ہے

صفحات 4500 سے زائد	قیمت مجموعہ (۷ جلد) 3500 روپے	رعایتی قیمت: 1800 روپے

شائع کردہ: مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پاکستان

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر ۔۔۔۔ 47
شمارہ نمبر ۔۔۔۔ 03
محرم۔صفر ۔۔ ۱۴۳۳ھ
دسمبر ۔۔۔ ۲۰۱۱ء

اے بی سی آڈٹ

ماھنامہ
الحق

بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت
26-1-2012
اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی
ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: پاکستان بحرانوں کی زد میں...... انجام گلستاں کیا ہوگا؟۔ عراق سے امریکی افواج کی واپسی۔ عالم عرب کے اُفق پر اسلام پسندوں کا طلوع ہوتا ہوا سورج۔
- وفیات: پاکستانی سیاست کے منفرد کردار پیر پگاڑا کا رخت سفر۔ مولانا معین الدین لکھوی اور پروفیسر شاہ تراب الحق کی جدائی ۔ ایک وفادار جانثار کارکن کی جدائی .... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- حلف نامہ اور دفاع پاکستان کانفرنس کی روئیداد .... مولانا محمد عاصم مخدوم ۹
- امت مسلمہ کے نجات اور کامیابی کا واحد راستہ .... حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب ۱۵
- آزادی دینی مکاتب و مدارس .... حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ۲۳
- ایک محفلِ علم و ادب کا دلچسپ منظر .... مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۳۰
- پاکستان کے خلاف امریکہ و نیٹو (ایساف) کی جارحیت .... جناب جنرل مرزا اسلم بیگ ۴۰
- احسان و سلوک سے پیر پرستی، دنیا پرستی اور عیش پرستی تک .... مفتی ذاکر حسن نعمانی ۴۳
- تقویم اسلامی اور ماہ صفر کی نحوست کا غلط عقیدہ .... مولانا عرفان الحق حقانی ۴۹
- بزم مشاہیر کی چند ساعتیں .... جناب ابرار خٹک ۵۵
- دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۵۹
- تعارف تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۱

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر (0923) 630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: Facebook\Alhaq Akora Khattak
فیکس نمبر Fax(0923)630922

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250، بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز

مولانا راشد الحق سمیع

پاکستان بحرانوں کی زد میں......انجام گلستاں کیا ہوگا؟

بدقسمت سرزمین پاکستان روزِ اول سے تند و تیز طوفانوں اور سیاسی بحرانوں کی زَد میں آتی چلی آرہی ہے۔ ان ساٹھ برسوں میں چین وسکون' امن وآشتی اور سیاسی استحکام کے گنتی کے ایام بھی پاکستانی عوام کو میسر نہ آسکے حالانکہ برصغیر کے کروڑوں عوام کو پاکستان کے بارے میں کیسے کیسے سبز باغات دکھائے گئے تھے اور ان بدنصیبوں سے سیاسی لیڈروں اور اقتدار کے پجاریوں نے کیا کیا وعدے وعید کئے تھے لیکن افسوس صد افسوس کہ آج چھ دہائیوں کے باوجود ملک اور عوام پہلے سے بھی زیادہ بدتر حالات کے شکار ہوگئے ہیں۔ رَہزن رہنماؤں کے ہاتھوں کروڑوں پاکستانی غربت کی لکیروں بلکہ قبر کی گہرائیوں سے بھی نیچے زمین کی تہہ میں بوجھ تلے دَب گئے ہیں لیکن ان کا کوئی پرسان حال نہیں' ہر دَور' ہر حکومت اور ہر سیاسی پارٹی نے ان کی غربت وافلاس کی پھٹی پرانی قبا میں تسلی کے پیوند لگانا تو کجا الٹا اس میں سے اپنا حصہ چوری کر کے کاٹا ہے اور اِن فاقہ مستوں کو مختلف جھانسوں اور نام نہاد سیاسی منشوروں' خوشنما انتخابی وعدوں اور نئے نئے انقلابوں کے نعروں کے ذریعے لُوٹ لُوٹ کر ایوانِ اقتدار اور محل سراؤں میں غریبوں کی عقیدت و محبت کا مذاق اُڑایا ہے۔ ایسی ہی سیاسی افراتفری' بے یقینی' بدامنی' بے اطمینانی' انارکی اور سیاسی واقتصادی زبوں حالی اِن دنوں ایک بار پھر پاکستان کے در و دیوار پر اُمڈی ہوئی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت یوں تو ہمیشہ سے ملک و ملت پر بھاری ثابت ہوئی ہے لیکن جناب زرداری صاحب کی زیر قیادت پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت نے تو ظلم وستم' نااہلی اور کرپشن کی تو ایسی انوکھی وضع ایجاد کی ہے کہ اس سے ماضی کے بڑے بڑے فوجی آمروں اور بنانا ری پبلکس کے نااہل حکمرانوں اور افریقی پس ماندہ ترین ممالک کے اربابِ اقتدار کے مضحکہ خیز حکمران بھی موجودہ پاکستانی حکمرانوں کے سامنے افلاطون اور ارسطو اور ''ولی وپارسا'' معلوم ہوتے ہیں۔ ہر نیا دن ملک پاکستان کیلئے بھاری ثابت ہورہا ہے اور جس سے ملک تیزی سے دیوالیہ ہونے کے قریب جارہا ہے۔ اکثر بڑے قومی ادارے بے مثل و بے نظیر کرپشن کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوچکے ہیں اور چند ایک جو بچے ہیں وہ بھی بچے کھچے سانس لے رہے ہیں۔ ملک وملت کی اِس تباہی و بربادی کے جرم میں حکومت کے تمام اتحادی اس میں برابر کے شریک ہیں کیونکہ انہیں اپنے مفاد پرستانہ نظریات اور بے اصول سیاست وپارٹی سے سروکار رہے۔ وزیراعظم اور صدر دونوں انتہائی نااہل بلکہ جاہل' کرپٹ اور ضِدی واقع ہوئے ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان سے شروع دن ہی سے اِن کی لڑائی جاری ہے۔ تمام فیصلوں کی خلاف ورزی اور آئین وقانون کو طاقت کے نشے میں مسترد کرنا اِن کا بنیادی وطیرہ رہا ہے۔ اب تازہ صورتحال میں میمو

گیٹ اسکینڈل کی وجہ سے افواج پاکستان کے ساتھ بھی موجودہ حکومت بُری طرح سے الجھ گئی ہے۔ اور دن رات پارلیمنٹ اور کھلم کھلا عوامی مقامات پر افواج پاکستان کی تضحیک اور تمسخر اُڑایا جارہا ہے۔ جس کے نتیجے میں تینوں بڑے ادارے کھل کر ایک دوسرے کے سامنے آگئے ہیں اور جس سے پاکستان کی ریاست ایک تماشہ بن کر رہ گئی ہے۔ عوام اس انارکی سیاسی افراتفری، اقتصادی زبوں حالی، بجلی، گیس کی بندش، مہنگائی اور جرائم کی شرح میں اضافے، امن وامان کی بگڑتی صورتحال کے ہاتھوں ذہنی مریض بن چکے ہیں۔ انہیں ہر لحہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس باہمی رسہ کشی اور ٹکراؤ کے نتیجے میں بچے کھچے پاکستان کا آخر کیا بنے گا؟ کیونکہ انہیں تو اسی زخمی زخمی مادرِ وطن کی آغوش میں ہی رہنا اور دفن ہونا ہے، حکمرانوں اور سیاستدانوں کی طرح نہ ان کی باہر ممالک میں جائیدادیں ہیں نہ ہی محلات اور نہ ہی اولادیں۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ ان ناگفتہ بہ حالات میں وزیراعظم کی طرف سے پاکستان میں نئے صوبوں کا شوشہ بھی بڑی شدومد کے ساتھ اُٹھایا جارہا ہے، چار صوبے تو ان سے سنبھالے نہیں جارہے اور پھر خالصتاً لسانی بنیادوں پر نئے صوبوں کے قیام کا اعلان ایک ایسی خوفناک آندھیوں کو بلانے کے مترادف ہے جس کیلئے اگر ایک بار دروازہ کھولا گیا تو پھر اس کا سنبھالنا ان کے بس کا روگ نہ ہوگا۔ پھر دو صوبوں کے بجائے بات نصف درجن صوبوں تک چلی جائے گی اور جس سے ملک میں انتشار، افراتفری اور تعصب میں مزید اضافہ ہوجائے گا۔ خدارا سیاست کے کھیل میں ملک کی بچی کھچی وحدت اور رہی سہی سالمیت کو داؤ پر مت لگایئے کہ پہلے ہی پاکستان کے ہر گام پر صیاد اور دشمن طاق لگائے بیٹھے ہیں۔ بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینا بھی موجودہ حکومت اپنے لئے ضروری سمجھتی ہے اگرچہ یہ بات خلاف قیاس نہیں لیکن قبل از وقت ہے۔ کیا بھارت نے کشمیر کا مسئلہ پاکستانی یا عالمی منشور کے مطابق حل کردیا ہے؟ اور کیا بھارت نے پاکستان کے دریاؤں پر بند بنانا چھوڑ دیا ہے؟ اور کیا بھارت نے بلوچستان میں علیحدگی پسندوں کے ساتھ تعلقات ختم کردیئے ہیں؟ اگر ان سب سوالات کا جواب نفی میں ہے تو پھر اس بے وقت راگنی کے راگ الاپنے کا کیا فائدہ۔

موجودہ حکومت نے امریکہ اور نیٹو کی مہمند ایجنسی کے ظالمانہ حملے کے نتیجے میں فوج کے دباؤ میں آکر نیٹو سپلائی بند کردی تھی اور ڈرون طیاروں کے حملوں کو بھی بند کرادیا تھا لیکن گزشتہ ہفتے ایک ماہ کی بندش کے بعد دوبارہ ظالمانہ ڈرون حملوں کا آغاز ہوچکا ہے۔ جس کے نتیجے میں متعدد بے گناہ قبائلی پاکستانیوں کا قتل عام دوبارہ شروع ہوچکا ہے۔ اس پر حکومت اور فوج دونوں کیوں خاموش ہیں؟ بظاہر تو یہی لگ رہا ہے کہ ایک بار پھر خفیہ معاہدہ یا بارگینگ ہوچکی ہے اور جلد یا بدیر نیٹو سپلائی بھی حسب سابق بحال کرادی جائیگی۔ آخر قوم یہ کس سے پوچھے کہ ان 26 پاکستانی فوجیوں کی شہادت اور خون بھی اُن ہزاروں بے گناہ پاکستانیوں کے خون ناحق کے ساتھ ہواؤں میں یونہی اُڑ کر بکھر گیا۔ کم سے کم اس بار تو قوم اور سیاسی پارٹیوں کو کچھ نہ کچھ غیرت وحمیت دکھانی چاہیے اگر اس بار بھی ہم ماضی کی طرح دوبارہ جھک گئے اور بک گئے تو تاریخ ہمیں کبھی بھی معاف نہیں کرے گی۔ ع ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہوگا؟

عراق سے امریکی افواج کی واپسی

گزشتہ ماہ عالمِ اسلام کے لئے مسرت کی ایک بڑی خبر عراق سے امریکی افواج کے انخلاء اور واپسی کی ہے۔ ایک دہائی قبل امریکی استعمار بڑی ڈھٹائی اور بربریت کے ساتھ عراق میں اپنے تمام تر افواج وسپاہ کے ساتھ اس زعم کے ساتھ داخل ہوا تھا کہ عراق کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے بعد اسے مشرق وسطیٰ میں ہمیشہ کے لئے سیاسی اور عسکری واقتصادی بالادستی حاصل ہوجائے گی۔ لیکن عراق اس کے لئے پھولوں کی سیج ثابت نہ ہوسکا بلکہ وہاں کے بہادر عوام نے اِسے ان دس برسوں میں افغانستان کی طرح اندر سے بُری طرح کھوکھلا کردیا ہے اور نہتے مجاہدین نے مردانہ وار امریکہ کا بھرپور مقابلہ کیا اوران کے وہ تمام دعوے غلط ثابت کردیئے کہ عراقی عوام بُودل اور ناتجربہ کار ہیں۔ اگر مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیاں ذوداثر نہ ہوتیں تو امریکہ تیل سے مالا مال اس خطے سے اتنی جلدی کبھی بھی راہ فرار اختیار نہ کرتا۔ گو کہ امریکہ نے عراق میں ایک کٹھ پتلی حکومت قائم کردی ہے اور جس سے امریکہ کی عراقی کمبل سے گلوخلاصی ہوگئی ہے، لیکن اِسے راہِ فرار کا راستہ اور وقتی عارضی کامیابی شیعہ سُنی مسلکوں میں جنگ کراکر حاصل ہوئی اور برطانیہ کی طرح اِس نے عراق میں بھی اِن دونوں گروہوں کے درمیان ایک نہ ختم ہونے والی مسلسل جنگ اور نفرت کی چنگاریاں ڈال دی ہیں، تب کہیں جاکر اس کی جان چھٹی۔ اگر مسلمانوں میں باہمی تفرقہ، تعصب اور نسل پرستی کے جراثیم نہ ہوتے تو یقیناً عراق بھی افغانستان کی ہی طرح امریکہ کے گلے کا چھچھوندر بن کر کافی عرصہ رہتا۔ دیکھتے ہیں کہ اب عراق کی کٹھ پتلی حکومت کب تک امریکی بیساکھیوں کے سہارے کتنی دیر تک چل سکتی ہے؟ عراقی صدر اور نائب صدر کے درمیان اور دیگر پڑوسی ممالک کے ساتھ اِس حکومت کے تعلقات بگڑنا شروع ہوگئے ہیں۔ عراق سے امریکی انخلاء کے بعد آج یہ سوال ایک بار پھر دنیا اور مسلمانوں کو امریکیوں سے کرنا چاہیے کہ آخر تمہیں ان دس سالوں میں وہ ایٹمی ہتھیار کیوں نہ ملے؟ جس کو بنیاد بنا کر تم نے لاکھوں بے گناہ عراقی مسلمانوں کا خون ہلاکو اور چنگیز کی طرح اس عہدِ جدید میں پانی کی طرح بہایا۔ کیا مسلمانوں کا خون پیٹرول سے بھی ارزاں ہے؟ ۱۱/۹ کے تین چار ہزار لوگوں کی جانوں کا دُکھ تم ہر سال مناتے ہو لیکن اِنکے انتقام میں تم نے عالم اسلام کے لاکھوں مسلمانوں کو شہید اور تاراج کردیا۔ کیا اس بربریت اور غلط جنگ لڑنے پر عالم اسلام عراقی مسلمانوں کا خون بہا امریکہ سے طلب نہیں کرسکتا؟ اور اس عظیم بے وجہ قیامت صغریٰ بپا کرنے پر بھی امریکہ سے عالم اسلام کوئی احتجاج نہیں کررہا اور نہ کوئی تاوان جنگ طلب کررہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آج عراق صدام حسین کی حکومت گرنے کے بعد اور امریکی حملے اور نام نہاد "ترقی" کے بعد کتنا مستحکم اور توانا ہوا ہے۔ دفاعی ماہرین کے مطابق خود امریکہ میں بھی عراق پر بے وجہ فوجی مہم جوئی اور اربوں ڈالر کے ضیاع، فوجی ٹیکنالوجی کی ناکامی اور عراق کیلئے زیر ترتیب دیئے گئے تمام کاروباری وسیاسی منصوبے بری طرح ناکام ہوگئے ہیں اور امریکہ عراق میں ہر محاذ پر شکست خوردہ ہوکر چپکے سے راہ فرار اختیار کرچکا ہے۔ اس کامیابی پر عالمِ اسلام کو اپنے بھرپور ردعمل کا اظہار کرنا چاہیے تھا۔ ع بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

عالم عرب کے اُفق پر اسلام پسندوں کا طلوع ہوتا ہوا سورج

کھول آنکھ، زمین دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ　　"مغرب" سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

الحمدللہ سرزمین عرب جو دہائیوں سے اشتراکیت، آمریت اور فوجی مارشل لاؤں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی اور اس پر جبر وبربریت وظلم ستم کی سیاہ رات نے اپنے بال بکھیرے ہوئے تھے۔ عرب عوام کے ہونٹوں پر اکیسویں صدی میں بھی سکوت کی مہر لگادی گئی تھی۔ سیاسی آزادی، اظہار رائے، احتجاج اور جلسے جلوس منعقد کرنا تو کجا ان کے افکار ونظریات پر بھی پہرے بٹھائے گئے تھے۔ اسلامی اور دینی عرب مفکرین، دانشور، شاعروں، ادیبوں کے قلم زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اخوان المسلمون سمیت تمام دینی جماعتیں کالعدم قرار دی گئی تھیں۔ الغرض نااہل ظالم حکمرانوں نے عالم عرب کو ایک ایسی بڑی جیل بنا دیا تھا جہاں پر قیدی چل پھر اور کھا پی سکتے ہیں لیکن صدائے حق بلند کرنا اور جرات اظہار کرنا ان کیلئے بغاوت کے زمرے میں آتا تھا۔ لیکن بالآخر خونِ شہیداں رنگ لایا، نعرہائے اللہ اکبر سے آمریت کا قصر اور جبر کی ساری زنجیریں ٹوٹ گئیں۔ تیونس جو اس انقلاب کی ماں ثابت ہوئی، وہاں پر تحریک نہضتِ اسلامی بھرپور انداز سے کامیاب ہوئی، پھر مراکش کے سیکولر ماحول میں اسلام پسندوں کا قافلہ بڑی شان کے ساتھ ٹھہرا اور مراکش میں اسلام پسند جماعت "انصاف وترقی" نے الیکشن میں بڑی کامیابی حاصل کی اور خصوصاً مصر میں تو اخوان المسلمون کی نئی پارٹی حزب "الحریۃ والعدالۃ" اور سلفی جماعت نے واضح اکثریت حاصل کرلی ہے۔ مغربی مفکروں نے ایک سازش کے ذریعے اسے عرب اسپرنگ (بہار) قرار دیا، حالانکہ یہ انقلاب اور آزادی کی تحریک خالصتاً اسلام کی بہار بن کر ثابت ہوئی ہے۔ الحمدللہ عالم عرب اپنے اصل دین اور اسلامی روح کی جانب چل پڑے ہیں، حالانکہ ان تیس چالیس سالوں میں نئی نسل مکمل مغربیت اور سیکولرازم کے سانچوں میں زبردستی ڈھال دی گئی تھی لیکن اسی جدید نسل نے نہ صرف کامیاب بغاوت کی بلکہ الیکشن میں بھی اسلام پسندوں کو بھرپور طور سے کامیاب کرایا۔ پھر ان تمام ممالک میں دینی جماعتوں نے بڑے تدبر، ہوش مندی اور وسعت ظرفی سے کام لیا اور اب حکومت سازی کے مشکل مراحل بھی کامیابی سے طے کر کے اصل اہداف کی طرف جا رہے ہیں، ان کے سامنے ترکی کا رول ماڈل ہے جہاں پر اسلام پسند جماعت نے الیکشن میں کامیابی کے بعد بڑی حکمت کیساتھ آہستہ آہستہ اسلامی نظام کے قیام اور دینی معاشرے کی تشکیل کی جانب بڑھنا شروع کیا ہوا ہے۔ ایک اہم نکتہ تو اس انقلاب سے مترشح ہوا ہے کہ عالم عرب اور ترکی میں یہ سب تبدیلیاں امریکی، مغربی مظالم اور اسلام کے خلاف مسلسل منفی پروپیگنڈوں کے ردعمل کے طور پر پیدا ہوئی ہیں۔ اگر امریکہ اور مغرب کی اسلام کے خلاف یہی روش جاری رہی تو وہ دن دور نہیں جب پورا عالم اسلام ایک بار پھر نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر مدینہ منورہ کی فلاحی واسلامی سلطنت کی جانب آہستہ آہستہ ڈھلنے لگ جائیگا۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے　　یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے

وفیات

پاکستانی سیاست کے منفرد کردار پیر پگاڑا کا رختِ سفر

برطانوی مفکر شیکسپیئر نے دنیا کو ایک اسٹیج کی مانند قرار دیا ہے جس پر ہر شخص اور ہر ذی روح اپنے حصے کا پارٹ ادا کرتا ہے۔ پاکستانی سیاست کی بساط پر بھی مصنوعی لیڈروں' کاغذی رہنماؤں اور سیاسی شعبدہ بازوں کا ایک ہجوم ہمیشہ سے عوام کو دیکھنے کو ملتا ہے۔ ؎ بازیچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے　　ہوتا ہے شب و روز تماشہ مرے آگے

پیر پگاڑا صاحب سندھ کے ایک بہت بڑے معروف روحانی گدی کے جانشین تھے۔ بلاشبہ انکے آباؤ اجداد تقویٰ' سلوک و معرفت کے میدانوں کے نامور شہسوار تھے۔ تحریک آزادی میں انگریزوں کے خلاف انکے مجاہدانہ کردار سے کسی کو انکار نہیں۔ لیکن ان کے جانشین پیر پگاڑا صاحب نرالی شان اور انوکھی وضع کے انسان تھے۔ آپ مروجہ پاکستانی سیاستدانوں کے سرخیل رہنما تھے' اپنی وضع' قطع اور مخصوص ''آزاد اُفتادِ طبع'' کی بناء پر ملک بھر میں بڑے مقبول تھے۔ نام و نسبت کی بنیاد پر عقیدت مند حُر مرید انہیں پیر صاحب پکارا کرتے تھے (اور واقعتاً پیر صاحب ''کامل حُر'' تھے) لیکن کردار و عمل کی بناء پر ان میں پیری فقیری' تقویٰ و پارسائی کے کردار کا دور دور تک بلکہ میلوں تک کسی قسم کا سراغ ڈھونڈنے سے نہ ملتا تھا۔ آپ ہمیشہ مخصوص رنگ و ترنگ میں ڈوبے نظر آتے تھے۔ ہاتھ میں تسبیح کے بجائے ولایتی سگار آپ کی ''ولایت'' کی ''روشن کرامت'' تھی۔ سیاسی مسائل پر چٹخارے دار گفتگو' مزیدار پیشنگوئیوں' پھلجھڑیوں اور اخباری بیانوں میں آپ کی ذکاہت ''قلندرانہ اور صوفیانہ'' گفتگو پاکستانیوں کیلئے ہمیشہ خاصے کی چیز رہتی۔

یہ مسائل تصوف یہ تیرا بیان غالب　　تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ......

آپ کے شوق ایک سے بڑھ ایک نرالے' خوبصورت گھوڑوں اور ان کے مقابلوں کا انعقاد آپ کا خصوصی مشغلہ تھا نیز اعلیٰ نسل کے چرندے پرندے' پراسرار قوتوں کے حامل سانپ پالنا بھی آپ کا دلچسپ ذوق تھا۔ حتیٰ کہ آپ نے کینگروز بھی پال رکھے تھے اور انہی کے نام اپنی کراچی کی رہائش گاہ کا نام ''کینگری ہاؤس'' رکھا تھا۔ اسکے علاوہ اس بادشاہ گر پیر صاحب کی ''خانقاہ'' میں ہر وقت سیاسی ''سالکوں'' کا ہجوم لگا رہتا اور انکی خصوصی ''تربیت'' کرانے کے بعد انہیں ایوان اقتدار اور اسٹیبلشمنٹ کے حوالے کیا جاتا۔ یہ پیر صاحب کی مکتب کی ''کرامت'' اور ''فیضانِ نظر'' ہی تھا کہ محمد خان جونیجو جیسے شریف ''ملنگ طبع'' مرید بھی وزیراعظم پاکستان کی مسند پر سریر آراء ہوا۔

؎ ہجوم زیادہ ہے کیوں شراب خانے میں　　فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مردِ خلیق

آپ سندھ میں اسٹیبلشمنٹ اور فوج کی علامت سمجھے جاتے تھے۔ ہمیشہ سندھی قوم پرستوں کے راستے میں آپ کی قد آور سیاسی شخصیت ایک بڑی دیوار بن کر کھڑی رہی۔ سیاسی بحرانوں میں آپ نے ہمیشہ فوجی مارشل لاؤں کا ساتھ

دیا۔ آپ کھل کر ''سلسلہ عسکریہ'' اور جی ایچ کیو سے اپنا ''تعلق بیعت وارشاد'' جوڑتے۔ لیکن آپ میں مروجہ پاکستانی سیاستدانوں کی طرح منافقت نہیں تھی جو ''حرکات'' کرتے ڈنکے کی چوٹ پر کرتے اور جو بات بھی کہتے قلندرانہ اور مردانہ وار کہتے۔ آپ نے دنیا کو بتا دیا تھا کہ پیر فقیر بھی نوابوں اور بادشاہوں جیسے آزادانہ جینے کا قرینہ اور شاہانہ زندگی بسر کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔ آپ کی شخصیت میں اصل پیری، مذہبی روایات اور عبادات سے دوری میں بنیادی طور پر انگریزوں کا بڑا عمل دخل تھا کیونکہ انگریز آپ کو زبردستی انگلستان لے گئے تھے اور وہیں آپ کو برسوں ایک مخصوص تعلیمی ادارے میں تعلیم وتربیت دیتے رہے اور آپ کی برین واشنگ کرتے رہے۔ یہ تعلیمی ادارہ انگریزوں نے خصوصاً بڑے باغی مسلمان رہنماؤں کی اولادوں کی خاطر بنایا تھا۔ لہٰذا پیر صاحب بھی شاطر انگریز کے ڈھالے ہوئے سانچے میں ڈھل گئے تھے۔ بہرحال پاکستانی سیاست کے نقار خانے میں پیر صاحب کی سیاسی پیشگوئیوں کی ایک الگ پہچان اور گونج تھی۔ اُن کے جانے سے جہاں انکے مریدان حُر ورسُول سے محروم ہو گئے ہیں اور وہیں پاکستانی سیاستدانوں کی جھرمٹ ایک بہت بڑے نام سے بھی محروم ہو گئی ہے۔　ع　حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مولانا معین الدین لکھوی اور پروفیسر شاہ تراب الحق کی جدائی

گزشتہ ماہ پاکستانی سیاسی اور دینی حلقوں کے لئے بڑا بھاری ثابت ہوا۔ پاکستان کے دو بڑے مکاتب فکر کے دو بڑے نام اور ہستیاں ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئیں۔ دونوں حضرات اپنے اپنے مکتب فکر کے سرخیل اور موثر ترجمان تھے۔ مولانا معین الدین لکھوی اہل حدیث مسلک کے فعال اور متند ہردلعزیز شخصیت تھے، زندگی بھر دین اسلام کی خدمت سے وابستہ رہے اور پارلیمنٹ میں بھی اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے ہمیشہ سرگرم رہتے۔ کئی دینی اتحادوں میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔ پارلیمنٹ ہاؤس اور باہر کے سیاسی میدانوں میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کیساتھ ہر نازک موقع پر اپنا تعاون پیش کیا۔ اسی طرح جناب پروفیسر شاہ تراب الحق مرحوم جو عرصہ دراز سے شدید علیل تھے، آپ بریلوی مکتب فکر کے ایک بڑے محقق، بلند پایہ عالم دین اور نامور لیڈر تھے۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کے قدیم اور اولین سیاسی جدوجہد کے رفیق خاص تھے۔ تمام دینی وسیاسی تحریکات میں آپ حضرت نورانی صاحبؒ کے شانہ بشانہ رہتے۔ خود پروفیسر صاحب بھی قائدانہ صلاحیتوں سے خوب مالا مال تھے، اور کئی نازک موقعوں پر آپ نے اپنے قائدانہ کردار کے جوہر دکھائے۔ گوکہ آپ کا اصل میدان تعلیمی اور علمی تھا۔ کراچی کے کئی کالجز اور تعلیمی اداروں کے آپ سرپرست اور پرنسپل رہے۔ قرآن کے ساتھ آپ کا خصوصی شغف تھا اس لئے آپ نے انگریزی زبان میں قرآن کا ترجمہ سلیس زبان میں کیا جو دنیا بھر میں کافی پسند کیا جاتا ہے۔

ان دونوں وسیع القلب، وسیع الظرف اور وسیع المشرب حضرات کا ایک ایسے نازک وقت میں بیک وقت

اٹھ جانا پاکستانی معاشرے کیلئے ایک بڑا نقصان اور خلاء کا باعث ہے کیونکہ ایک سازش کے ذریعے پاکستان میں بدقسمتی سے ایک بار پھر مسلکوں اور مختلف مکاتب فکر میں مذہبی مسلکی تعصب اور بغض وعناد کی زہریلی ہوائیں پھیلی ہوئی ہیں تو ایسے ماحول میں جبکہ مذہبی ہم آہنگی اور امریکی استعمار کے مقابلے میں پوری قوم اور خصوصا دینی جماعتوں اور مسلکوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونا چاہیے تھا' اب ان جیسے جہاندیدہ اور حساس بزرگوں وسیاسی زعماء کی جدائی سے اتفاق واتحاد کی کوششوں کے حصول میں مشکلات مزید بڑھیں گی۔ بہرحال راہ فناء کی جانب بڑھتے ہوئے کاروان آخرت کو روکنا کس کے اختیار وبس میں ہے؟ خود راستے پہاڑ' بحر وبر' ممالک' براعظم بلکہ ساری کائنات آہستہ آہستہ فناء کی جانب سرک رہی ہے۔ موت سے مفر کس کو حاصل ہے؟ اللہ تعالیٰ سے دونوں اکابرین کے رفع درجات کی دعا اور امید مغفرت کی جاتی ہے۔ ؎ دیکھو جسے' ہے راہ فنا کی طرف رواں تیرے محل سرا کا یہی راستہ ہے کیا؟

ایک وفادار جانثار کارکن کی جدائی

وفاداری' وفاشعاری اور اپنے نظریے اور مقصد سے ہمیشہ جڑے رہنا یہ ایسی صفات ہیں جن سے بڑے بڑے سیاسی رہنما زعمائے ملت اور اپنے وقت کے بڑے بڑے سیاسی جغادر خالی اور محروم رہے ہیں۔ لیکن آج اِن ادارتی صفحات میں ایک ایسے گمنام لیکن عظیم سیاسی کارکن' جانثار' فدائی اور ''جیالے'' کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کر رہا ہوں کہ اللہ نے ہمارے گاؤں کے اس چھوٹے سے سیاسی کارکن جناب سعید خان عرف سالار صاحب کو اِن صفات سے خوب مالا مال کیا تھا۔ کسی بھی سیاسی جماعت کی کامیابی اور اس کے نظم ونسق میں عام کارکن ریڑھ کی ہڈی اور بنیاد کا پتھر تصور کیا جاتا ہے۔ جناب سالار صاحب لڑکپن ہی سے جمعیت سے وابستہ تھے' زندگی کا ایک ایک لمحہ اکابرین کی قائم کردہ جماعت کی کامیابی وترقی اور اس کی ترویج واشاعت کیلئے وقف کررکھا تھا۔ اپنے بے پایاں خلوص' محنت اور انتھک جدوجہد کی بدولت پورے علاقہ بھر میں سالار صاحب کے نام سے جانے پہچانے جاتے تھے' زندگی بھر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ اور جمعیۃ کے دیگر اکابرین کے کشف بردار رہے۔ باطل قوتوں اور سیکولر وقوم پرست جماعتوں کے لئے آپ ہر جگہ ایک آتش جوالا کی طرح ثابت ہوتے۔ آپ مورخہ ۳۰ نومبر بروز بدھ ۲۰۱۱ء کو اچانک حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال فرما گئے۔ بعد میں آپ کی یاد میں منعقدہ ایک بڑے تعزیتی اجتماع میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ' شیخ الحدیث ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ صاحب' مولانا حامد الحق حقانی' مولانا یوسف شاہ' مولانا عبدالخالق صاحب وغیرہم نے مرحوم کی دینی' سیاسی اور جماعتی خدمات کو سراہا اور انہیں خراج تحسین پیش کیا اور جمعیت علماء اسلام سے انکی وابستگی کو مثالی قرار دیا۔ آخر میں انکے بھائی حاجی نعمت خان اور مرحوم کے بیٹے محمد بلال خان کو سالار جمعیت مقرر کیا۔ دار العلوم حقانیہ اور ادارہ الحق اپنے اس وفاشعار ساتھی کے لئے قارئین الحق سے دعاؤں کی درخواست کرتا ہے۔

مرتب: مولانا محمد عاصم مخدوم

حلف نامہ اور دفاع پاکستان کانفرنس کی روئیداد

18 دسمبر 2011 بمقام مینار پاکستان لاہور

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے اپنے اختتامی خطاب کے دوران لاکھوں حاضرین کو کھڑا کر کے یہ حلف لیا

مینار پاکستان کے سائے میں ہم اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر اور قادر و مقتدر جانتے ہوئے دفاع پاکستان کونسل کے سربراہ و خادم سمیع الحق کے ساتھ مل کر عہد کرتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے جغرافیے ،نظریے ،عزت ،وقار اور اسلامی تشخص کی حفاظت کیلئے ہر طرح کی قربانی دیں گے امریکہ یا اس کے اتحادی ممالک بھارت ،اسرائیل اور نیٹو افواج نے پاکستان پر جارحیت یا اس کی آزادی ،خودمختاری ،سالمیت اور مقدس سرحدات پر حملہ کیا تو ہم سب جہادی جذبے اور قومی غیرت و حمیت کے ساتھ اسکا منہ توڑ جواب دیں گے' ہم صدق دل کے ساتھ عہد کرتے ہیں کہ جسطرح ہمارے بزرگوں نے تحریک آزادی اور پھر تحریک پاکستان کے دوران اخلاص اور قربانی کی ایک عظیم تاریخ مرتب کی اسطرح ہم بھی مملکت خداداد پاکستان کے دفاع کیلئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے' ہم صدقِ دل کے ساتھ عہد کرتے ہیں کہ دفاع پاکستان کونسل دفاع پاکستان کیلئے جب بھی آواز دے گی ہم سروں پر کفن باندھے جانیں ہتھیلی پر رکھ کر اس آواز پر لبیک کہیں گے اور میدان میں نکل کر ملک کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیں گے اور ملک کی آزادی خودمختاری سالمیت اور اسکے اسلامی تشخص پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے' ہم صدق دل کے ساتھ عہد کرتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ناقابل تسخیر بنانے کے ساتھ اسے ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کیلئے پرامن جدوجہد جاری رکھیں گے اور اسوقت تک سکون سے نہیں بیٹھیں گے جب تک آئین پاکستان میں موجود قرارداد مقاصد کے مطابق پاکستان میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم نہیں ہو جاتی اور پاکستان حقیقی معنوں میں اسلامی جمہوریہ پاکستان نہیں بن جاتا ہم اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ وہ ہمارا حامی و ناصر ہو اور اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق سے نوازے۔

دفاع پاکستان کانفرنس لاہور میں قائدین کے بیانات: ملک بھر کی مذہبی و سیاسی جماعتوں اور کشمیری تنظیموں کے قائدین، عسکری ماہرین، جید علماء کرام، طلباء، وکلاء اور تاجر رہنماؤں نے دفاع پاکستان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ نیٹو سپلائی لائن بحال کی گئی تو پوری قوم سڑکوں پر نکل کر احتجاج کرے گی امریکہ بھارت اور نیٹو فورسز نے پاکستان پر جارحیت کی کوشش کی تو کروڑوں پاکستانی قومی جذبے اور غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے منہ توڑ جواب دیں گے، جب تک انڈیا کی غاصب فوج کشمیر سے نہیں نکلتی کشمیر میں جہاد جاری رہے گا، شمسی ایئربیس کی طرح

امریکیوں سے تمام اڈے خالی کروائے جائیں، حکمران امریکہ کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ سے الگ ہو جائیں، بھارت سے آلو پیاز کی تجارت کی بجائے قوم لاکھوں مسلمانوں کے خون کا انتقام لینا چاہتی ہے، سیاسی وعسکری قیادت پاکستانی قوم کے جذبات کا خیال رکھیں ملکی وقومی مفادات کے خلاف کئے گئے فیصلے قبول نہیں کئے جائیں گے، پارلیمنٹ سے بھارت کو پسندیدہ ترین ملک کا درجہ دینے کی قرارداد منظور نہیں ہونے دیں گے، 22 جنوری کو لیاقت باغ راولپنڈی اور 12 فروری کو مزار قائد کراچی میں دفاع پاکستان کانفرنسیں ہوں گی، انڈیا کی غاصب فوج کشمیر سے نکل جائے، مینار پاکستان جیسا اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ عوام الناس ہر شہر میں کریں گے دفاع پاکستان کونسل انقلاب اور جہاد کی تحریک ہے گزشتہ روز دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام مینار پاکستان گراؤنڈ میں کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق کی زیر صدارت ہونے والی کانفرنس سے امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید، جنرل (ر) حمید گل، شیخ رشید احمد، مولانا محمد احمد لدھیانوی، اعجاز الحق، صاحبزادہ ابوالخیر زبیر، حافظ عبدالرحمٰن مکی، لیاقت بلوچ، غلام محمد صفی، علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، حافظ عاکف سعید، اعجاز احمد چوہدری، مولانا عبدالرؤف فاروقی، پیر سیف اللہ خالد، مولانا امیر حمزہ، عبدالرشید ترابی، مولانا عبدالعزیز علوی، حافظ عبدالغفار روپڑی، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، قاری یعقوب شیخ، مولانا عطاء المومن بخاری، کفیل شاہ بخاری، مولانا اجمل قادری، طاہر محمود اشرفی، مولانا عاصم مخدوم، مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالرشید حدوٹی، حافظ سیف اللہ منصور، مولانا عبدالجلیل نقشبندی، عبداللہ گل، ملک شاہ احمد خان، مولانا بشیر احمد شاد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالخالق رحمانی، صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی، شیخ نعیم بادشاہ، عبداللہ شاہ مظہر، مولانا شمس الرحمان معاویہ، مولانا حبیب الرحمٰن درخواستی، مولانا مخدوم منظور احمد، مولانا پیر سیف اللہ خالد، مولانا یونس حسن، حافظ طلحہ سعید، مولانا سیف الرحمٰن درخواستی، حافظ خالد ولید، علی عمران شاہین و دیگر نے خطاب کیا اس موقع پر محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا پیغام مولانا امیر حمزہ نے پڑھ کر سنایا کانفرنس کے لاکھوں شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ محب وطن قوتوں کو دفاع پاکستان کونسل کے ذریعہ ایک نیا ولولہ ملا ہے 18 کروڑ عوام کی وحدت کا فورم ہمیں اللہ نے دیا ہے یہ قافلہ چلے گا کونسل ایک وقتی اتحاد نہیں ہے یہ غیروں سے ملک کو نکالنے اور سامراجی قوتوں کا قلع قمع کرنے کی تحریک ہے ہم نے اس ملک کے نظام کو بہتر بنانا ہے یہ انقلاب اور جہاد کی تحریک ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں کو اخلاص سے دعوت دی مگر امریکی طاغوت کے حامی واتحادیوں نے ہماری دعوت کو نظر انداز کر دیا نیٹو سپلائی لائن بحال کی گئی تو پوری قوم سڑکوں پر نکل کر احتجاج کرے گی امریکہ بھارت اور نیٹو فورسز نے پاکستان پر جارحیت کی کوشش کی تو ہم سب قومی جذبے اور غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے منہ توڑ جواب دیں گے۔ امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے فرمایا کہ افغانستان میں شکست خوردہ امریکہ پاکستان کی سلامتی وخود مختاری پر حملے کر رہا ہے جب تک انڈیا کی غاصب فوج کشمیر

سے نہیں نکلتی کشمیری مسلمان جہاد جاری رکھیں گے حکمران امریکہ کی نام نہاد دہشت گردی کیخلاف جنگ سے الگ ہو جائیں اب ہم نے امریکہ کی نہیں پاکستان کے دفاع کی جنگ لڑنی ہے پاکستان کیخلاف سازشیں کرنیوالے خود مٹ جائیں گے ایٹمی پاکستان کا تحفظ خون دیکر کریں گے قوم متحد و بیدار ہو چکی ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان لا الہ الا اللہ کی جاگیر ہے اس کے چپے چپے کا دفاع ہمارا دینی فریضہ ہے ڈرون حملے بزور بازو روکے جائیں سلالہ چیک پوسٹ پر شہید ہونیوالے فوجی اور ڈرون حملوں کا نشانہ بننے والوں کا خون برابر ہے۔ حافظ محمد سعید نے کہا امریکہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو نشانہ بنانا چاہتا ہے انڈیا اور اسرائیل اس کی مدد کر رہے ہیں۔ شمسی ایئر بیس کی طرح دیگر اڈے بھی خالی کرائیں جائیں انہوں نے سید علی گیلانی اور دیگر کشمیری قیادت کو یقین دلاتے ہوئے کہا کہ تحریک آزادی کشمیر کو نقصان پہنچانے کی سازشیں کامیاب نہیں ہونے دیں گے انڈیا کو پسندیدہ قرار دینے والی قرارداد منظور نہیں ہونے دی جائے گی بھارت سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی، بابری مسجد کی شہادت اور سانحہ سمجھوتہ ایکسپریس کا انتقام لینا ہے انہوں نے کہا کہ جس اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ مینار پاکستان گراؤنڈ میں ہوا ہے اسی اتحاد کا مظاہرہ ہر شہر میں ہونا چاہیے۔ دفاع پاکستان کونسل کے رہنما جنرل (ر) حمید گل نے فرمایا کہ مولانا سمیع الحق اور حافظ محمد سعید کو یہ عظیم الشان اجتماع مبارک ہو یہ دیکھ کر 70 سال پہلے کی وہ قرارداد مقاصد یاد آگئی جس پر ملک حاصل کیا گیا تھا انہوں نے کہا کہ امریکہ چوٹ کھائے ہوئے پاکستان پر حملے کیلئے بے تاب ہے ہمارا اجتماع اس اعلان کیلئے ہے کہ اگر تم آؤ گے تو پھر یہاں جا نہیں سکو گے ہم جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے مگر شہیدوں کے خون کا بدلہ ضرور لیں گے انہوں نے کہا کہ دس سال حکومتوں نے ہمارے ساتھ ظلم کیا اپنے بندوں پر بم برسائے گئے اب سلالہ کی بمباری کے بعد جرأت دکھائی ہے تو عوام عسکری وسیاسی قیادت کے ساتھ ہے نیٹو کی سپلائی بند ہونے پر چیخ و پکار شروع ہو چکی ہے انہوں نے کہا کہ امریکی جرنیل شکست تسلیم کرنے کو تیار نہیں مگر تاریخ نے یہ فیصلہ کر دیا بھارت کی بالادستی قبول نہیں ہے اور پاکستان کو نیوکلیئر صلاحیت سے محروم کرنے کی سازشیں ناکام ہوں گی بھارت کشمیریوں کو آزادی دے کشمیر کے ساتھ غداری کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اہلسنت والجماعت پاکستان کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے فرمایا کہ قوم پاکستان سے محبت اور امریکہ سے نفرت کا اظہار کرنے کیلئے دفاع پاکستان کونسل کے قائدین کی قیادت پر اعتماد کر چکی ہے یہاں 70 سال قبل قرارداد پاکستان منظور ہوئی تھی اب اس قرارداد کا مذاق اڑایا جا رہا ہے آج وہ قرارداد آپ کی طرف دیکھ رہی ہے اب ملک کو بچانا ہے انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کا پاکستان سے کوئی تعلق نہیں قادیانی 1973ء کے آئین کو تسلیم نہیں کرتے جو پارلیمنٹ کے فیصلوں کو نہیں مانتا اس منصور اعجاز نے میموسکینڈل چلا کر ملک میں سازش کی ہے انہوں نے کہا کہ امریکہ کا سورج غروب ہو رہا ہے اسلام کا سورج طلوع ہو رہا ہے اب باری اسلام کی آ چکی کسی رکاوٹ کو برداشت نہیں کریں گے۔ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ صاحبزادہ ابوالخیر زبیر نے فرمایا کہ حقیقت میں دفاع پاکستان دفاع اسلام ہے دشمنان اسلام پاکستان کیخلاف سازشیں کر رہے ہیں کیونکہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے

یہاں اسلام کا پرچم بلند ہوگا تو کوئی پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکے گا انہوں نے کہا کہ ہمیں بھارت اور امریکہ کی طرح ان کی ایجنٹوں کی سازشیں بھی ناکام بنانی ہیں امریکی انخلاء کے بعد پاکستان مستحکم ہو جائے گا۔اب پاکستان میں نبی اکرم ﷺ کا لایا ہوا نظام نافذ ہوگا۔عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد نے فرمایا کہ پاکستان کو امریکہ اور انڈیا سے زیادہ اندرونی خطرات لاحق ہیں بجلی، گیس، پی آئی اے، ریلوے، سٹیل مل، این ایل سی سب بند ہو گئے ہیں جب معیشت بند ہوگی تو ملک کا پہیہ کیسے چلے گا انہوں نے کہا کہ خلافت راشدہ کا نظام مصر، یمن، کویت سے بڑھتا چلا آرہا ہے اگر ملک بچانا ہے اور ختم نبوت کا جھنڈا لہرانا تو چوروں، ڈاکوؤں سے ملک کو بچانا ہوگا پھر کسی کو پاکستان کی طرف دیکھنے کی جرأت نہیں ہوگی شیخ رشید احمد نے کہا کہ انڈیا کے خلاف حافظ محمد سعید جہاد کا اعلان کرتے ہیں جبکہ حکومت آلو، پیاز کی تجارت کر رہی ہے انڈیا نے میرا ویزہ بند کر رکھا ہے بھارت کبھی پاکستان کا پسندیدہ ترین ملک نہیں ہوسکتا۔پاکستان مسلم لیگ ض کے سربراہ محمد اعجاز الحق نے فرمایا کہ آج اس اجتماع، تمام قائدین، مولانا سمیع الحق' حافظ محمد سعید کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ 10 لاکھ لوگوں سے زیادہ اجتماع رات کے اندھیرے میں نہیں بلکہ دن کے اجالے میں ہو رہا ہے انہوں نے کہا کہ سپر پاور ہمیں للکار رہی ہے نیٹو اور اس کے اتحادیوں کو منہ توڑ جواب دینا ہوگا افغانستان پر قبضے کی تمام کوششیں ناکام ہوگئیں انہوں نے کہا کہ آج وقت آگیا ہے کہ 15 لاکھ افغانیوں کی شہادت کے بعد امریکہ بھاگ رہا ہے انہوں نے کہا کہ حکومت انڈیا کے پسندیدہ ملک قرار دینے سے باز آئے۔انڈیا کشمیر میں سب سے بڑی ریاستی دہشت گردی کر رہا ہے جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے مرکزی رہنما پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن مکی نے فرمایا کہ افغانستان کے مسلمانوں نے قرآن پر عمل پیرا ہو کر امریکہ کو شکست سے دوچار کر دیا ہے 27 صلیبی ممالک کا اکٹھ نیٹو عبرتناک شکست سے دوچار ہو چکا ہے ہارا ہوا امریکہ اپنی ذلت کا بدلہ لینے کیلئے پاکستان کو گھیر رہا ہے پاکستان کو فوجی چوکیوں پر حملے اور ہر طرح کی سازشیں کی جارہی ہیں دوسری طرف امریکہ انڈیا کو اسلحہ دے رہا ہے اسرائیل راجھستان میں انڈیا کے ساتھ جنگی مشقیں کر رہا ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان مشرقی ومغربی بارڈر سے خطرات میں گھرا ہوا ہے آج کا جلسہ سیاسی نہیں حد نگاہ تک مجمع ہے مگر یہ اس مجمع سے چھوٹا ہے جو امریکہ وانڈیا کی طرف جہاد کیلئے روانہ ہوگا۔جماعت اسلامی پاکستان کے سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ نے فرمایا کہ میں دفاع پاکستان کونسل کی قیادت اور جماعۃ الدعوۃ کے کارکنان و ذمہ داران کو تاریخی کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں دنیا تبدیل ہو رہی ہے استعماری اور سرمایہ دارانہ نظام ڈوب گیا مستقبل صرف اسلام کا ہے انہوں نے کہا کہ بھارت سن لے کہ پاکستانی عوام کشمیریوں کے پشتیبان ہیں پاکستانی عوام امریکی غلام قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں اب پاکستان میں فوجی آپریشن بند ہونے چاہئیں لاپتہ افراد بازیاب اور قوم کی بیٹی عافیہ کی رہائی کیلئے آواز بلند ہونی چاہیے آل پارٹیز حریت کانفرنس کے مرکزی رہنما غلام محمد صفی نے فرمایا کہ ہم دفاع پاکستان کانفرنس کا انعقاد کر رہے ہیں ہمیں دشمن کا تعین کرنا ہوگا سقوط ڈھاکہ کے وقت ہمارے دشمن کی نشاندہی ہو چکی انڈیا نے کشمیر پر تسلط جمایا اور پاکستان کو

آبی جارحیت کا نشانہ بنایا عدم استحکام سے دوچار کرنے کی سازش میں مصروف رہے انہوں نے کہا کہ سید علی گیلانی کا پیغام حافظ محمد سعید کے نام لایا ہوں سید علی گیلانی اکیلا پاکستان کی جنگ لڑ رہا ہے سرنڈر ہمارا کوئی آپشن نہیں ہے انہوں نے کہا کہ حکمران خود کو عوام کی امنگوں کے مطابق ڈھال لیں۔ تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے فرمایا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا مگر آج ہم ذلت ورسوا ہو رہے ہیں کیونکہ اسلام کے نظام کو ملک میں نافذ نہیں کیا گیا سب سے پہلے اسلام کی بجائے سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگایا گیا صلیبی قوتوں کو کچلنے کیلئے قوم کو متحد ہو کر کھڑا کرنا ہوگا۔ تحریک انصاف کے سینئر نائب صدر اعجاز احمد چوہدری نے فرمایا کہ پاکستان کی عدالتوں کے اندر بھٹو کے مقدمات کھولے جا رہے ہیں پاکستان دولخت ہونے کے مقدمے کو بھی کھولا جانا چاہیے تاکہ پتہ چلے کلمے کی بنیاد پر بننے والے پاکستان کو کس نے دولخت کیا انہوں نے کہا کہ پاکستان اسی صورت میں قائم رہ سکتا کہ اس میں عدل کا نظام موجود ہو انہوں نے کہا کہ انصاف کے نظام کے بغیر پاکستان میں استحکام نہیں آسکتا۔ جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر نے فرمایا کہ پرویز مشرف افغانستان پر حملے کیلئے ایئر پورٹ امریکہ کے حوالے کر دیے اور کلمہ طیبہ کے رشتے کو بھول گیا تھا حافظ محمد سعید نے علم جہاد بلند کیا ان کی قیادت میں پوری قوم متحد ہو کر لڑنے کو تیار ہے انہوں نے کہا کہ پاکستانی فوج کو جغرافیائی سرحدوں کا دفاع کرنا چاہیے نظریاتی دفاع نظام خلافت راشدہ سے ہوگا۔ تحریک حرمت رسول ﷺ کے کنوینئر مولانا امیر حمزہ اور قاری محمد یعقوب شیخ نے فرمایا کہ امریکہ و نیٹو کی جارحیت کیخلاف آج قوم متحد ہے کیپٹن عثمان کے والد نے پیغام دیا ہے کہ ہم اپنے بیٹے کی شہادت کا بدلہ لیں گے ابھی صرف نیٹو کی سپلائی بند ہوئی ہے امریکیوں سے سبھی اڈے خالی کروائے جائیں انہوں نے کہا کہ انڈیا شرارتوں سے باز آجائے۔ جماعت المحدیث کے سربراہ عبدالغفار روپڑی نے فرمایا کہ پاکستان خطرات میں گھرا ہوا ہے، ہم اعلان کرتے ہیں کہ بھارت [illegible] نہیں قرار دینے دیں گے۔ جمعیت مشائخ اہلسنت کے سربراہ پیر سیف اللہ خالد نے فرمایا کہ ہندو کی غلامی سے نکلنے اور علیحدہ مسلم ریاست کیلئے اسی مینار پاکستان گراؤنڈ میں قرارداد پیش ہوئی تھی آج پاکستان کے غیور مسلمان امریکہ و نیٹو کیخلاف اسی گراؤنڈ میں جمع ہیں۔ متحدہ جمعیت اہلحدیث کے صدر سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا کہ نیٹو نے ہماری فوج پر حملہ کر کے ہماری غیرت کو للکارا آج لاکھوں کا اجتماع اس بات کا عہد کرنے آیا ہے کہ ہم ڈٹ چکے ہیں نیٹو کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے ان قائدین کی قیادت میں شہادت کے راستے پر نکل چکے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام نظریاتی کے رہنما مولانا عبدالرشید حدوٹی نے فرمایا کہ پاکستان کے گلی کوچے کوچے میں پیغام جانا چاہیے کہ پاکستان کلمہ طیبہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا یہاں امریکی ایجنسیوں کے نمائندے دندناتے پھرتے ہیں حکومت امریکی این جی اوز کو ملک سے باہر نکالے ورنہ پاکستان کا سونامی اب متحد ہو چکا ہے۔ جماعۃ الدعوۃ آزاد کشمیر کے امیر مولانا عبدالعزیز علوی نے فرمایا کہ کشمیری استحکام پاکستان کیلئے اپنی جانیں پیش کر رہے ہیں جب تک کشمیر پاکستان کا حصہ نہیں بن جاتا کشمیری قربانیاں پیش کرتے رہیں گے پاکستان کی عوام میں دفاع پاکستان کیلئے

اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔ جماعت اسلامی آزاد کشمیر کے امیر عبدالرشید ترابی نے کہا کہ دفاع پاکستان اور تکمیل پاکستان کی جنگ اہلیان کشمیر لڑ رہے ہیں مینار پاکستان پر تاریخی جلسے میں عہد کا دن ہے کہ قائد کا پاکستان نظریاتی اعتبار سے نامکمل ہے اسلامی نظام نافذ کریں گے۔ مجلس احرار اسلام کے امیر مولانا عطاء المہیمن بخاری اور نائب امیر محمد کفیل شاہ بخاری نے فرمایا کہ صلیبی قوتیں پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کو منہدم کرنا چاہتی ہے اگر نظریات محفوظ نہیں تو سرحدات بھی محفوظ نہیں رہتی ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام جماعتیں متحد ہو کر پاکستان کے دفاع کا جھنڈا بلند کریں۔ تحریک آزادی کشمیر کے رہنما حافظ سیف اللہ منصور نے فرمایا کہ حکمران انڈیا کو پسندیدہ ملک قرار دینے کا فیصلہ واپس لیں بصورت دیگر 18 کروڑ عوام انہیں پسندیدہ ملک میں بھیج دیں گے جمیعت علماء اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا عبدالجلیل نقشبندی نے فرمایا کہ پاکستان سے انڈیا کا مکمل انخلاء ہونا چاہیے اور پاکستان میں اسلام کا نفاذ ہونا چاہیے دفاع پاکستان کیلئے ہر وال دستے کا کردار ادا کرنا ہوگا انڈیا کو پسندیدہ ترین ملک قرار دینا غداری ہے ہمارا پسندیدہ ملک مدینہ ہے پاکستان علماء کونسل کے سربراہ حافظ طاہر محمود اشرفی نے فرمایا کہ پوری پاکستانی قوم دفاع پاکستان کونسل کے قیادت پر اعتماد کرتی ہے اگر نیٹو کیخلاف لڑنا پڑا تو لڑیں گے قائدین ملت آپ کے کھڑے ہو جائیں ہم نعرہ تکبیر لگا کر سروں میں کفن باندھ کر نکلیں گے۔ ممتاز عالم دین مولانا زاہد الراشدی نے فرمایا کہ نیٹو حملے میں شہید فوجیوں کو خراج عقیدت جبکہ ڈرون حملوں میں شہید ہونے والوں کو بھی خراج عقیدت کے مستحق ہیں۔ پاکستان کی خودمختاری اور سالمیت کیلئے ہماری جنگ ہمیشہ ساتھ رہے گی۔ ممتاز عالم دین عبداللہ شاہ مظہر نے فرمایا کہ قائدین کی تائید کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ شہیدوں کے خون کی برکت ہے کہ ہم سر اٹھانے کے قابل ہوئے ہیں۔ محسنان پاکستان فاؤنڈیشن کے عبداللہ گل نے فرمایا کہ ہم میں داڑھی کے بغیر بھی جہادی موجود ہیں پاکستانی نوجوان غافل نہیں شوق شہادت کیلئے تڑپتے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھی اور تحریک پاکستان کے کارکن ملک شاہ احمد خان نے فرمایا کہ قائداعظم نے جب قرارداد پیش کی تھی میں اسی جگہ پر موجود تھا پوری جدوجہد کیساتھ پاکستان بنایا تھا اب قائداعظم کا پاکستان بچانے کی جدوجہد کرنی ہے۔ کانفرنس سے صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی اور مولانا عاصم مخدوم، ودیگر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پوری پاکستانی قوم وطن عزیز کے دفاع کیلئے متحد ہے پاکستان کی زمین زرخیز ہے یہاں کے بسنے والوں نے مدینے والا پرچم تھام کر اسلام دشمنوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بننے کا فیصلہ کیا ہے دفاع پاکستان کانفرنس کفر کیلئے موت کا پیغام ثابت ہوگی۔ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے علاوہ کوئی نظام قبول نہیں کیا جائے گا امریکہ مسلم امہ کیخلاف برسرپیکار ہے پاکستان کا بچہ بچہ امریکہ کیخلاف میدان میں اتر چکا ہے جب قومیں میدان میں آئیں تو دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔

جلسہ کے آخر میں حضرت مولانا اجمل قادری صاحب اور خصوصاً جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث مولانا فضل الرحیم صاحب نے خصوصی دعا فرمائی اور اسی پر کانفرنس کا اختتام ہوا۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

امت مسلمہ کے نجات اور کامیابی کا واحد راستہ

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم وَّ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ○ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ○ (هود ۳،۴)

ترجمہ: ''اور یہ کہ تم اپنے رب سے معافی مانگو اور اس کی طرف لوٹ آ ؤ تو وہ ایک خاص وقت تک تم کو اچھا سامان زندگی دے گا اور ہر صاحب فضل کو اس کا فضل عطا فرمائے گا لیکن اگر (اللہ سے) منہ موڑتے ہو تو تمہارے حق میں ایک بڑے ہولناک عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اللہ کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے: وَ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّىْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ (سورۃ ہود۔۹۰)

ترجمہ: ''اپنے گناہ بخشواؤ اپنے رب سے اور اس کی طرف رجوع کرو بیشک میرا رب (اپنی مخلوق سے) محبت کرنے والا مہربان ہے۔''

عن ابن عباس انه حدثه قال قال رسول الله ﷺ من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورزقه من حيث لايحتسب (رواه ابو داؤد)

ترجمہ: ''علی بن عبداللہ بن عباس اپنے والد ماجد حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو استغفار کو اپنے لئے لازم کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور ہر غم سے خلاصی دے گا اور ایسی جگہ سے اسے رزق دے گا جہاں سے (اسکے) گمان میں بھی نہ آئے۔''

محترم حاضرین گزشتہ ہفتے سے اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کا علاج حدود اللہ اور اللہ کے فرامین اور حد سے تجاوز کرنے والوں کا انجام خواہ دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں جہانوں میں ہو بیان کرنے کی کوشش کر رہا ہوں مسلسل گفتگو طویل ہونے کی وجہ موضوع کا اختتام نہ ہو سکا' جس کے بقیہ حصہ کو آج مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔

بنی اسرائیل پر اللہ کے انعامات: بنی اسرائیل کو اللہ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ دولت کے ان کے پاس انبار' عمریں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سال' آسمان سے من وسلویٰ جیسے لذیذ جنتی طعاموں کا نازل ہونا' صحت قابل رشک'

قدو قامت پہاڑوں کی اونچائی کے برابر' انبیاء کا ان کے پاس کثرت سے آنا وغیرہ مگر خدا کی نافرمانی' گناہوں کی بہتات جس کی لمبی فہرست ہے۔

نیک لوگوں کا کردار: ان میں جو پاکباز لوگ تھے۔ گناہوں سے روکنے کی معمولی کوشش کی' جب وہ باز نہ آئے بھی اپنے آپ کو نیکوکار کہلوانے والے بھی ان کے ساتھ رب کی نافرمانی' گمراہی اور حرام خوری میں شریک ہو گئے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان گمراہوں کو حکمت عملی اور دلائل کے زبان سے رب کے حضور استغفار اور توبہ پر آمادہ کرتے۔ ان کے ہم نوالہ وہم پیالہ بن گئے۔

جل شانہ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں ملعون قرار فرمایا ارشاد باری ہے:

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ(سورۃ المائدہ ۷۸)

ترجمہ: بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر لعنت بھیجی گئی۔ وجہ یہ تھی کہ وہ نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔ اور حد سے زیادہ بڑھ جاتے تھے۔

نیکوکار و بدکار دونوں کا انجام: آپس میں جو گناہ کیا کرتے ایک دوسرے کو منع بھی نہ کیا کرتے (بلکہ ان ساتھ یہ بھی جرم میں شریک ہوتے) اور جو کچھ وہ کرتے وہ بہت برے (کام) تھے' یعنی نیک لوگ جو اپنے (زیر قدرت وحلقہ) لوگوں کو گناہوں سے منع نہ کرتے ان پر بھی اللہ کی ایسی مار پڑھی کہ ملعون ومردود کے نام سے یاد کئے گئے اس لئے ہم میں سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ چلو میں تو سیدھی راہ پر چل رہا ہوں' میری اولاد اور اعزہ واقارب اگر کج رو ہیں تو مجھے کیا۔ یہ راہ فرار اختیار نہیں کرسکتا۔ اپنی اس ذمہ داری کے بارہ میں روز قیامت رب العالمین اپنے آپ کو صالح ونیک کہلوانے والے سے پوچھیں گے کہ اوروں کے بارہ میں آپ نے یہ ذمہ داری کس حد تک نبھائی۔

ارشاد نبوی ہے: **مامن رجل یکون فی قوم یعمل باالمعاصی یقدرون علیٰ ان یغیر وا علیہ ولا یغیرون الا اخذھم اللہ بعقاب قبل ان یموتوا (ابی داؤد)**

ترجمہ: ''جس بستی اور شہر میں کوئی گناہ کا کام ہو رہا ہوں اور وہاں کے لوگ اسے اس گناہ کو روکنے کا قدرت رکھتے ہوں اور پھر بھی اس کو منع نہیں کرتے تو موت سے قبل اللہ گناہ کرنے والے اور جو گناہ سے (اوروں کو) منع نہیں کرتے سب اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوں گی۔''

کامل مومن کے قرآن میں بیان کردہ صفات سے روگردانی: رب العزت نے کامل مسلمان کی صفت یہ بیان فرمائی کہ: **وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ**

ترجمہ: مسلمان مرد اور عورت ایک دوسرے کے معاون اور دوست ہیں (ایک دوسرے کو) نیکیاں کرنے کی اور گناہوں

سے بچنے کی تلقین کرے۔

اگر اللہ نے جس فریضہ کو سرانجام دینے یعنی نیکی پھیلانے اور گناہوں سے منع کرنے کی ڈیوٹی ادا نہ کی تو اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہوگا۔ صبح و شام دعائیں کی جائیں گی مگر کوئی دعا قبول نہ ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ صرف اپنی نیکی پر اکتفا کرکے اوروں کو گناہوں سے بچانے کی کوشش نہ کرنا نجات کیلئے کافی نہیں۔ آج مسلم دنیا کی ظاہری و باطنی تباہی و بربادی میں اس تصور کا عمل و دخل بھی زیادہ ہے کہ ہم فلاں گناہ نہیں کرتے' اور لوگ اگر اس میں مبتلا ہیں تو مجھے کیا پرواہ۔

انبیاء سابقہ کی تعلیمات کے مذاق پر ان اقوام کا مواخذہ:

محترم سامعین اگر آج ہم اپنے گناہوں سے تائب نہ ہوئے اور قرآن مجید میں گزرے ہوئے اقوام کے حالات' ان کی ابتداء اور انتہا جس انداز میں ہوئی بالکل غافل رہے تو اس کے شان رحمت و کریمی میں تو شک نہیں۔ مگر ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ قوم عاد و ثمود اور ان کا عیش و خوشحالی کا دور دورہ' اللہ کی غیر محدود انعامات کا ذکر آپ سنتے رہتے ہیں مگر فرمانبرداری کی بجائے آئے دن ان کی سرکشی میں اضافہ ہوتا کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ اللہ کے اتنے کرم و مہربانیوں کے بدلے اس سے بغاوت کرنے کی جگہ اس کی اطاعت اور گناہوں پر پشیمانی کا اظہار کرکے انبیاء کرام کی تعلیمات کے آگے سر تسلیم خم کرتے۔ وہ بدبخت اللہ کی طرف سے بھیجے گئے نشانات اور انبیاء کا مذاق اڑانے لگ گئے جس کا نتیجہ رب کائنات نے اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا: اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ

ترجمہ: کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں' جن کا اپنے زمانہ میں دور دورہ رہا ہو۔ ان کو ہم نے زمین میں وہ اقتدار عطا کیا گیا تھا جو تمہیں نہیں دیا تھا ان پر ہم نے آسمان سے بارشیں خوب برسائیں ان کو نیچے بہتی نہریں دی۔ (مگر جب انہوں نے کفران نعمت کیا) تو آخر کار ان کے گناہوں کے بدلے ان کو تباہ کردیا۔ اور پیدا کیا ان کے بعد اور امتوں کو۔ یعنی اللہ نے ان قوموں کو نیست و نابود کرکے ان کا نام و نشان ہی مٹادیا۔ آنے والے لوگوں کیلئے وہ منکرین ان کا مال و متاع خس و خاشاک کی حیثیت اختیار کرکے عبرت کا سامان بن گئے۔ یہ مکافات عمل ہی ہے۔

قدرت کا اٹل قانون اور مکافات عمل: قدرت کا اٹل قانون ہے کہ جس قوم کی سرکشی اور نافرمانی حد سے پار ہوجائے اللہ تعالیٰ اسے "عذاب الیم" میں مبتلا کردیتے ہیں پہلے بھی میں نے آپ کو یہودیوں کی سرکشی کا ذکر کیا۔ جب انہوں نے تمام رحمانی حدود کو پامال کردیا تو اللہ جب گرفت شروع کردے تو اس سے چھڑانے والا کوئی نہیں ہوتا اللہ نے ان پر بخت نصر مسلط کرکے وہ بابل سے آکر یہودیوں کی بیخ کنی کرکے ان کے تمام عورتوں کو باندیاں اور مردوں کو غلام بنایا

'جب انہوں نے توبہ اور رجوع الی اللہ کیا تو مالک الملک نے پھر اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کرنے کے مواقع میسر فرمائے۔ باطنی سرکشی تو ان کے رگ وریشہ میں سرایت کر چکی تھی ایک بار پھر اللہ کے احکامات سے منحرف ہو کر روئے زمین پر شر وفساد پھیلانا شروع کر دیا جس کی سزا اللہ نے انطوکس کی شکل میں ان پر نازل کر دی' جس نے ان کی رہی سہی بھی پوری کر کے ان کی جڑیں ختم کر دیں۔ آج پھر مسلمانوں کی بے حسی' دین سے دوری' اسلامی حمیت وغیرت کے فقدان کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کا قبلہ اول بیت المقدس ان ذلیل وقلیل مقدار یہودیوں کے قبضہ میں آ کر نماز باجماعت پڑھنا تو دور کی بات ہے' فلسطین اور بیت المقدس کے قریب رہنے والوں کا مسجد میں داخلہ اور عبادت ناممکن کر دیا۔ مسلمانوں کی اس ذلت وخواری کا سب سے بڑا سبب بیت المقدس جو کہ اللہ کے نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت تھی کے بے قدری اور اسکی عظمت وحرمت کو ملحوظ خاطر نہ رکھا۔ کاش ہم قرآن مجید ہی میں ذکر وہ تباہ ہونے والے اقوام کے واقعات کو سن کر عبرت حاصل کرتے اور اللہ کے طرف سے مبعوث انبیاء کی استہزاء اور تکذیب کرنے والوں کا جو انجام ہوا۔ اسے ہر وقت فریم ورک کے طور پر اپنے دل اور آنکھوں کے سامنے رکھتے تو آج عزت، اقتدار، حکومت وسلطنت و دشمنان دین پر غلبہ وغیرہ امت مسلمہ کا مقدر ہوتا

اللہ کی راہ پر چلنے والوں کے لئے اللہ کی خوشخبری:

اللہ نے وعدہ فرمایا ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (نور۔۵۵)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ کر لیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کریں وہ ان کو اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے ان کیلئے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرے گا جسے رب العالمین نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی (موجودہ) حالت خوف کو امن سے تبدیل کر دے گا وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور میری بندگی کریں گے اور جو اسکے بعد میری ناشکری کرے ایسے لوگ (میرے) نافرمان یعنی فاسق ہیں۔

محترم حضرات اللہ کے وعدے، احکامات اور تعلیمات ابدی وسرمدی ہیں۔ اسی وجہ سے کلام اللہ صرف نزول قرآن کے وقت کے مخاطبین تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک ہر انسان اس پر مکلف ہے کہ اللہ کے وحدہ لاشریک ہونے کے ساتھ ان کے احکامات پر سو فیصد کاربند اور منہیات سے بچتا ہے اگر بتقاضائے بشری نافرمانی ہو بھی جائے، اسکا علاج بھی بتا دیا کہ میرے حضور نادم وشرمسار ہو کر مغفرت کا طالب بن جائے تو نہ صرف معافی بلکہ خطا کاروں کے لسٹ میں کراما

کاتبین نے جو نام گناہگار کا لکھا جا چکا ہے مٹا دینے کا حکم صادر فرما دیں گے۔ بات ہو رہی تھی اللہ کی وعدہ کی۔ تو رب العالمین نے جن صفات کا ذکر آیت مذکورہ میں فرمایا ہے۔

اسلامی نظام کے برکات: صحابہ کرام اور خلفائے عظام تو حضور ﷺ کے پروانے اللہ واسلام پر مر مٹنے والے، آسمان ہدایت کے ایسے پروانے کہ جو مسلمان یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو کہ "الصحابۃ کلھم عدول" اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ ان کے ادوار میں رب العزت نے کامل ایمان والوں کے ساتھ جو وعدے فرمائیں ہیں ان کی تفصیلات میں جانے کا موقع نہیں ہے۔ حرف بہ حرف ثابت ہو کر اُن کے بعد آنے والے مسلمانوں کیلئے بہترین کردار ادا کرنے کی وجہ سے تاریخ اسلام کے سنہری دور کی حیثیت حاصل کر لی اور اُن کے بعد جن خوش قسمت حکمرانوں نے اللہ کے خوف اور ایمان واسلام کے بتائے ہوئے راہوں پر چل کر حکمرانی کی۔ رب کائنات نے ان پر بھی اپنے کرم وانعامات کی ایسی ہوائیں چلائیں کہ رعایا کے اذہان سے ظلم وجبر، کفر وشرک، بھوک وافلاس، دشمن کا خوف اور غلبہ، آفات سماوی وارضی وغیرہ کا تصور ہی نہ رہا۔ ہر طرف امن وامان، رزق کی بہتاب، مسلمانوں کا نام سنتے ہی کفار واغیار کا کانپ جانا۔ ہر تکلیف پر بے چین ہوتا جیسے اوصاف حمیدہ ہم میں پیدا ہو کر دنیا کو بہترین امہ کا تصور پیش کر سکتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل لوگوں کی حالت:

میں آپ حضرات کو بار بار اور کثرت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مثال دیتا ہوں کہ حضور ﷺ کی آمد نے پہلے وہ کس خطہ ارضی میں پیدا ہوئے۔ اور وہاں کی جو ناگفتہ حالات تھے ان سے بھی آپ حضرات واقف ہیں۔ گناہ کی کوئی ایسی قسم نہ تھی جس میں وہ آلودہ نہ تھے۔ حضور ﷺ کی آمد اور ان فسق وفجور میں لتھڑے ہوئے لوگوں میں جو خوش قسمت لوگ تھے ان کا خوابیدہ ضمیر جاگ کر اللہ کے وحدانیت کے نہ صرف قائل ہوئے بلکہ اللہ ورسول کے ہر حکم کو بجا آوری کو اپنے دنیا وآخرت کے فوز وفلاح کا واحد ذریعہ سمجھنے لگے تو ان میں ایسا انقلاب آیا کہ رب کائنات نے خود ان کے تقدیس اور پاکیزگی کا بیانگ وہل اعلان فرمایا۔ انہی مقدس ہستیوں کے بارہ میں ارشاد فرمایا۔

صحابہ رضوان اللہ کو ان کی زندگیوں میں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی بشارت:

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ (سورہ توبہ آیت ۱۰۰)

ترجمہ: اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور (مہاجروں) کی مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہو۔ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے اور تیار کر رکھی ہیں ان کے واسطے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوئی رہا کریں ان میں ہمیشہ کیلئے۔ یہی ہے بڑی کامیابی (تمہاری) اللہ اکبر کتنی بڑی نعمت۔ جسکا مقابلہ کسی بڑے سے

بڑے نعمت سے نہیں ہوسکتا۔غفور الرحیم نے اپنے الفاظ مبارکہ میں اعلان فرمایا کہ" اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی" ایک سچے اور ایمان کے نور سے معمور منور مسلمان کیلئے اس سے زیادہ خوشی اور کامیابی اور کیا ہوسکتی ہے۔یہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ صرف مہاجرین اور مددگاروں سے رضا کا اعلان نہیں کررہے بلکہ قیامت تک جو مسلمان اُن کے اسوہ اور راستے کو اپنے لئے منتخب کرلیں ان کا انعام بھی ان کو اللہ کے رضا کی صورت میں ملے گا۔اللہ مجھے اور آپ سب بلکہ امت مسلمہ کو رضائے الٰہی نصیب فرمائے۔جن سے اللہ راضی ہو گویا سارا عالم اسکا مطیع ہوگا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور جس سے اللہ ناراض ہوا سے دنیا کی کوئی طاقت و دولت اطمینان،سکون اور چین دلا نہیں سکتی۔

محترم دوستو: گزشتہ جمعہ اور آج دو قسم کے چند واقعات ذکر کردئے ایک وہ اقوام جن پر نہ انبیاء کے دعوت وتبلیغ کا کچھ اثر ہوا بلکہ اللہ کے طرف رجوع اور گناہوں سے مغفرت طلب کرنے کی بجائے ان کی شقاوۃ قلبی اللہ سے بغاوت،انبیاء کی توہین کرنا پہلے سے بھی زیادہ ہوا پھر ان میں ہر ایک قوم کو اللہ نے جس عذاب سے دوچار کردیا۔مختلف مجالس میں آپ حضرات قرآن مجید کی تلاوت وتفسیر اور علماء کے مواعظ کے دوران سنتے رہتے ہیں۔دوسری قسم وہ قوم جنہوں نے اللہ و رسول اور انبیاء کے تعلیمات پر آمین کہتے ہوئے اپنے کئے ہوئے نافرمانیوں پر صدق دل سے معافی مانگ کر آئندہ معافی سے بچنے کا مصمم ارادہ کیا جن کو اللہ نے انعامات واعزازات سے مالا مال کرکے غیر مسلموں کو ان کا محتاج بنادیا۔وقت کے بڑے بڑے جگادری اور اپنے آپ کو دنیا کی سپر طاقت کہلوانے والے حکمران قیصر وکسریٰ ہزاروں میل دور رہ کر بھی مسلمانوں کا نام سن کر اپنے جاہ وجلال اور فوج وقوت کے باوجود ان پر لرزہ طاری ہوجاتا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام اسلام لانے کا جو پروانہ ارسال فرمایا۔

تکبر وغرور کا بدلہ ذلت ورسوائی: تکبر اور نخوت کے جس پیکر نے اس خط کو اپنا توہین سمجھ کر پھاڑ دیا اللہ نے نہ صرف اسکے خاندان غالباً بقول حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ آدم علیہ السلام کی تیسری نسل سے لیکر اسوقت تک ایک مملکت پر قابض رہنے والے مملکت کو ریزہ ریزہ کردیا۔اور ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہوکر سارا خاندان گوشہ گمنامی کا ہی بن گیا اور ان کی اقتدار کے نشے میں مست مستورات مسلمانوں کے گھروں میں باندیاں بن کر صفائی اور خدمت زاری کے اندھے گڑھے میں فقر وفاقہ کا شکار ہوئیں۔

موجودہ دور کے مسلمانوں کا کردار اور عالم کفر کا مسلمانوں کے خلاف اتحاد:

ان تمام واقعات کی روشنی میں آج ہم بحیثیت مجموعی تمام امت مسلمہ کا اور انفرادی طور پر پاکستانی مسلمانوں کی حالی کا جائزہ لیں اکثر اسلامی ممالک اس دور کے اہم مادی اسلحہ وطاقت یعنی تیل سے مالا مال ہیں۔افرادی طاقت جنگلات،سمندر،دریا،سونے چاندی،گیس وکوئلہ کے ذخائر سے بھرے پڑے ہیں اور پھر اللہ رب العزت نے دشمنان

اسلام سے دفاع ومقابلہ کیلئے ہر قسم کے آلات بنانے اور وسائل بروئے کار لانے کا واضح حکم بھی دیا ہے۔ اسکے باوجود پورے دنیا میں پھیلے ہوئے ایک ارب سے زیادہ مسلمان زبوں حالی کا شکار، اغیار کے آگے دست سوال پھیلانے والے، اُن کے ہر حکم پر سرنڈر ہونے والے، بدقسمتی سے ان کے مادر پدر آزاد تہذیب ومعاشرہ کے متوالے، جب بھی ان کو کسی اسلامی ملک میں اسلامی نظام نافذ ہونا محسوس ہو۔ سارا عالم کفر بہانہ بنا کر ان پر اتحاد کی صورت میں حملہ آور ہو کر ملک تو کیا لاکھوں، مسلمانوں کو قتل کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہے ایسے حالات میں بھی اسلامی ممالک کے حکمران جو درحقیقت اسلام کو مٹانے کی خواہش مند حکمرانوں اور ملکوں کے آلہ کار اور ایجنٹ ہوتے ہیں۔ آپس میں متحد ہونے کی بجائے مسلمان ملک کی تباہی پر بغلیں بجانا اپنا اولین فریضہ سمجھنا اور اپنے دینوی آقاؤں کو خوش کرنے کی ریس میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے میں مصروف رہتے ہیں، گلہ پھر کس سے کیا جائے پورا عالم اسلام حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق ایک دسترخوان جس پر ہر طرح کے طعام چنے ہوئے ہیں کفار ایک دوسرے کو دعوتیں دیکر اپنا اپنا حصہ حاصل کرنے کیلئے بلا رہے ہیں۔ یہ تو عالم اسلام کی دینی، ایمانی غیرت کی جھلک تھی اب مختصراً اپنے ملک کے حالات، عوام کی بے بسی، دین سے بے راہ روی، اسباب عیاشی کی کثرت، کفار ولادینوں کی نقالی وغیرہ ہم کہاں پہنچ چکے ہیں جذبہ رجوع الی اللہ کا ختم ہونا۔

پاکستان پر اللہ تعالیٰ کے لاتمناہی انعامات اور ہماری ناقدری کا انجام:

اللہ نے پاکستان کو بھی بے پناہ قسم انعامات سے نوازا ہے۔ چاروں موسم جو ہر قسم حالات سے موافق، گننا اور ذکر کرنا اس محدود وقت میں آسان نہیں۔ ملک کا چپہ چپہ اللہ کے انعامات سے بھرا پڑا ہے۔ اسلام کے نام پر حاصل کردہ ملک میں لاتعداد مساجد، مدارس، دین کی اشاعت کرنے والے جرائد، دینی جماعتیں، علماء، محافل پند ونصائح وغیرہ کا دور دورہ ہے۔ اسکے باوجود اس ملک میں بسنے والے اٹھارہ انیس کروڑ مسلمانوں کو چین وسکون نہیں۔ کبھی خشک سالی کا واویلا تو کبھی بارشوں کا نہ رکنے والا طوفان، طوفان نوح کی شکل اختیار کر کے ملک کے نصف سے زیادہ املاک، نفوس اور آبادی ''ھباءً منثوراً'' کے مناظر پیش کرتے ہوئے ہمیں بربادی سے دوچار کر دیتے ہیں۔ چار پانچ سال قبل صبح کے وقت ہولناک زلزلے کی جس میں ہزاروں مرد وزن بچے جان بحق، شہروں، بلند وبالا عمارتوں کا زمین بوس ہونا یاد ہوگا۔ چند ماہ سے اس ملک میں ایک چھوٹے سے مچھر نے ہزاروں نفوس کے بیک جنبش ہلاکت سے کئی گھرانے اجڑ گئے وغیرہ وغیرہ۔ قدرتی وسائل سے مالا مال اس اسلامی ملک کے امن وامان کو 9/11 کے بعد ایک ظالم وجابر عفریت امریکہ اور اسکے مددگاروں نے خود اور خطہ میں اسکی موجودگی نے پاکستان کو آگ وخون کے دریا میں ایسا ڈبو دیا کہ اس اسلام دشمن مسلمانوں کے قاتل کی وجہ سے اس ملک میں امن وامان کا تصور ہی ختم ہوگیا۔ کئی دریا خشک، بجلی ناپید، ملک کی قدرتی اور ارزاں گیس جوئے شیر لانے کے مترادف، مسلمان مسلمان کا گلہ کاٹ رہا۔ احترام آدمیت نے یادرفتہ کی حیثیت حاصل

لی۔ اشیائے خورد ونوش کی قیمتیں آسمان تک پہنچ گئیں۔ نچلے طبقے کی ان اشیاء تک رسائی کا تو سوال پیدا نہیں ہوتا متوسط طبقہ اپنی سفید پوشی کی بھرم قائم رکھنے کیلئے خودکشیاں کرنے لگے۔ جو حکمران مسند اقتدار پر قبضہ کر لیتے ہیں رعایا کی صحت، ملازمت، غربت اور تعلیم وغیرہ کی طرف توجہ دینے کی بجائے قومی خزانہ کو مادر شیر سمجھ کر نہایت بے دردی سے کرپشن اور لوٹ مار میں مصروف رہتے ہیں۔ الغرض ایسی کوئی آفت ومصیبت نہیں جس سے ہمارا ملک محفوظ ہو۔ یہ تمام مصائب جو ہمیں دستک دے رہے ہیں کہ راہ راست اختیار کرلو ورنہ پہلے سے زیادہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسلام کے آمد سے قبل جتنے اقوام ہلاک و برباد ہوئے وہ اپنے بداعمال کیوجہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (شوری. ۲۹) یعنی تم پر جو مصائب آتی وہ تمہارے رہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ اللہ تو بہت سے گناہوں سے درگزر بھی کر دیتا ہے اگر ہر جرم پر اس ذات باری کی پکڑ ہوتی تو ہمارا کیا حال ہوتا۔ عوام کی اکثریت لھو ولعب، عیاشی وفحاشی، حرام خوری، زنا کاری اور اسباب زنا کاری، ناپ تول میں دھوکہ، حقوق اللہ تو کیا حق العبد ہوس مال وزر خواہ حرام اور ظالمانہ طریقہ سے کیوں نہ ہو۔ الغرض ایسی کوئی برائی نہیں جس میں ہم اور ہمارے حکمران من حیث القوم مبتلا نہ ہوں۔

مسلمانوں کو بے راہ روی اختیار کرنے پر عیاشی کے آلات کی ارزانی:

غیر مسلموں نے مسلمانوں کی کمزوریوں کو دیکھ کر سائنس اور ٹیکنالوجی کے نام پر ایسے اشیاء بنا کر ہمیں ارزان قیمتوں پر دینے کا سلسلہ شروع کر دیا مثلاً ایک موبائل فون کو لیجئے اگر اس میں معمولی فوائد ہیں تو اُن فوائد کی آڑ میں اس سے جو فحاشی اور بدکاری پھیل رہی ہے۔ تفصیلات سننے پر بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ پھر اس پر نیٹ کا اضافہ ہو کر اس نے اسلامی تہذیب کا جنازہ نکال دیا۔ دین سے بے خبر لوگ ان جدید انکشافات واکتشافات کی چند خوبیاں گن کر اسکے تہہ میں جو تباہی ہے جس نے بڑوں، مردوں، عورتوں حتیٰ کہ نابالغ بچوں کی زندگیاں بھی مسخ کر دیں جب کلمہ گو ان خرافات میں مبتلا ہو جائے تو کیا پھر بھی ہم اللہ کے کرم اور رحم کے مستحق ہیں۔ گزشتہ امتوں کو چند انگلیوں پر گننے والے گناہوں پر سخت عذابوں سے دوچار کر دیا۔ جبکہ ہم میں وہ سب گناہ تو بدرجہ اتم موجود ہیں ہمارے روشن دماغی نے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں گناہ کا اضافہ کر دیا۔ عذابوں کا سامنا نہ ہوگا تو کیا رحمتوں کے ہم انتظار میں رہیں گے۔ ان تمام مصائب ومشکلات کا ایک ہی نسخہ اور تریاق ہے کہ ہم من حیث القوم رجوع اسے اللہ کر کے توبہ تائب ہو جائیں خدانخواستہ اگر ہم ہر روز سے دوسرے روز مزید گناہوں کے دلدل میں پھنستے رہے ہیں تو کہیں ایسا عذاب نہ آئے کہ پھر توبہ اور استغفار کا موقع ہی ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے۔ رب العزت مجھے اور آپ سب کو گناہوں کے سیلاب سے بچا کر استغفار اور توبہ کی توفیق دے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

آزادی دینی مکاتب و مدارس
ضرورت، افادیت اور نئے چیلنجز

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ علم و تعلیم کی اشاعت و عمومیت کی تحریک اور اس کی سعی و جد و جہد تقریباً ہر ملک میں اور تاریخ کے ہر دور میں، کسی نہ کسی درجہ میں خلوص و ایثار، سادگی اور جفاکشی اور علمی نمونہ و کردار کے ساتھ متصف و مربوط رہی ہے اور اسی میں ناسازگار حالات، سلطنت و معاشرہ کے انقلابات، جابر حکومتوں کی موجودگی، طبعی مرغوبات، معاشی ضروریات، اور ہر زمانہ میں "معیار زندگی" بے رحم فرماں روائی کے باوجود تعلیم و ثقافت (کلچر) کا ہر دور میں کام ہوتا رہا، نوشت و خواند کا دائرہ وسعت اور ترقی اختیار کرتا رہا اور زندگی اور مذہب کی بہت سے حقیقتیں اور صداقتیں ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی رہیں، اس تاریخی حقیقت کے امتحان و تصدیق کے لئے کہ تعلیمی خدمت کا ہر ملک اور ہر دور میں کسی نہ کسی درجہ میں خلوص و ایثار اور سادگی اور جفاکشی سے ربط و تعلق اور باہمی رفاقت رہی ہے، روایتی و عرفی (Traditional) تاریخوں کے بجائے جو سرکار دربار جنگوں اور انقلابات سلطنت اور (سیاسی، انتظامی طور پر) سربرآوردہ اشخاص سے تعلق رکھتی اور انہیں کے گرد گھومتی ہیں، ماہرین علم و فن اور سماجی خدمت گاروں اور مذہبی پیشواؤں کی سوانح حیات اور تذکرے دیکھنے کی ضرورت ہے۔

ہزاروں برس سے انسان نسلوں میں (زبان و تہذیب اور مذہب و عقائد کے اختلاف کے باوجود) جو احساسات و تاثرات نسل در نسل منتقل ہوتے رہے ہیں، ان میں ایک "پیشہ ور" (Proffessional) اور "غیر پیشہ ور" (Non-Proffessional) میں فرق و امتیاز ہے، آخر الذکر (غیر پیشہ ور) کے ساتھ ہمیشہ احترام و اعتراف اور عقیدت و محبت کا تاثر اور تقلید و اتباع کا (خواہ اس پر عمل نہ ہو سکے) جذبہ اور شوق وابستہ رہا ہے، فطرت انسانی کے اسی دائمی تاثر و رد عمل اور مسلمہ حقیقت کے پیش نظر، ہر دور اور ہر امت میں مبعوث کئے جانے والے پیغمبر نے اپنی قوم میں ہدایت و تبلیغ کا کام شروع کرتے وقت اس کی وضاحت ضروری سمجھی کہ وہ کسی دنیاوی منفعت، مال و دولت اور معاوضہ و اجرت کا طالب نہیں، قرآن مجید کی سورۂ شعراء میں حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ میں سے کسی کے تذکرہ میں بھی ان کے اس بیان اور اطمینان دہانی کو نظر انداز نہیں کیا گیا کہ "میں تم سے کسی دنیاوی منفعت کا امیدوار نہیں"، ہر ایک کے تذکرہ میں اس کا بیان و اعلان نقل کیا گیا ہے کہ:

وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

میں تم سے (اس دعوت و نصیحت اور محنت وسعی پر) کسی معاوضہ و منفعت کا طالب نہیں، میرا معاوضہ و انعام رب العالمین کے ذمہ ہے۔

(۱) پھر جب خدا کا آخری دین اسلام دنیا میں آیا تو اس نے صحیح تعلیم کے کام اعلیٰ درجہ کی عبادت اور تقریب الی اللہ کا ذریعہ اور اس کو انبیاء کی نیابت کا منصب قرار دیا، اس کے نتیجہ میں پورے عالم اسلام میں آزاد دینی تعلیم کا نظام جاری ہوا اور آزاد دینی مدارس و مکاتب کی شکل میں مدرسے اور مکاتب قائم ہوئے اور بالعموم مسجدیں قرآن مجید اور ابتدائی دینیات کی تعلیم کا مرکز بن گئیں، سلاطین وقت کی علمی قدردانی وسرپرستی اور شوق وکوشش کے باوجود اکثر یہ مدارس اور تعلیمی مراکز آزاد رہے اور ان کا براہ راست عوام سے ربط و تعلق رہا اور عوام سے ربط و تعلق کا گہرا نفسیاتی اثر اور فائدہ ظہور میں آیا جو بالکل قدرتی و منطقی ہے، انسان کی فطرت ہے کہ جب وہ کسی ادارہ یا تحریک کی امداد میں براہ راست حصہ لیتا ہے (خواہ وہ کتنا ہی حقیر ہو) تو اس کو اس سے ایک نفسیاتی اور جذباتی تعلق اور لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے، اس کا نتیجہ تھا کہ مستحکم اور طویل المیعاد اسلامی سلطنتوں کی موجودگی اور شاہان وقت کی فیاضی اور بعض اوقات دینداری کے باوجود، اس تحتی براعظم کے مسلمانوں کی اسلام سے ارادی وشعوری وابستگی، بقدر ضرورت دینی معلومات اور دینی احکام پر عمل کرنے کا جذبہ، اس آزاد دینی نظام، تعلیم اور انہیں آزاد مدارس کے ایثار پیشہ اور مخلص فضلاء کی سعی و جہد کا نتیجہ ہے، جس میں مسلم سلطنتوں اور فرماں رواؤں کا تقریباً کچھ حصہ نہیں، تاریخ وحقائق کی روشنی میں بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ وقت تک نہ صرف اس برصغیر کے مسلمانوں کا بلکہ بیشتر یا تمام حتیٰ کہ عرب ممالک تک کے مسلمانوں کا دین و شریعت سے ربط و تعلق اور ان کی دینی باخبری اور اسلامی ثقافت و تہذیب سے نہ صرف واقف ہونا، بلکہ اس کا حامل اور پرجوش حامی ہونا، انہیں ایثار پیشہ، رضا کار اور کسی حد تک زاہد و متوکل فضلائے مدارس اور ناشرین علم دین کا رہین منت ہے۔

ان مدارس کے اساتذہ و فضلاء میں سے متعدد اگرچہ اپنے فن کے ماہر اور یگانہ روزگار عالم ہوتے تھے لیکن وہ پورے اعتماد وافتخار کے ساتھ یہ کہنے کے اہل تھا کہ ۔

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں غلام طغرل و سنجر نہیں میں
جہاں بینی مری فطرت ہے لیکن کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

اس آزاد دینی تعلیم کا ایک فائدہ یہ تھا کہ سلاطین وقت کے غلط اور بعض اوقات مخالف اسلام اور ماحی دین رجحانات، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر دین کی بیخ کنی اور استیصال کی باعزم اور منظم کوششوں کا اثر مسلم معاشرہ پر بالکل نہیں پڑ سکا اور درباریوں اور خوشامدیوں کے ایک مختصر حلقہ میں محدود ہو کر رہ گیا، اس کا ایک روشن ثبوت یہ ہے کہ شہنشاہ اکبر کی (جو سلطان ترکی کے بعد اپنے وقت میں دنیائے اسلام کا سب سے طاقتور اور وسیع المملکت بادشاہ تھا) تحریک وحدت

ادیان، تعطیل شریعت اسلامی، بلکہ تنسیخ دین محمدی ﷺ کی منظم اور منصوبہ بند کوشش جس میں اس عہد کے بعض ذکی ترین بلکہ عبقری (Genius) افراد شریک تھے، مسلم معاشرہ پر قطعاً کوئی اثر نہیں ڈال سکی اور جیسا کہ بعض یورپین مؤرخین نے اعتراف کیا ہے، وہ چند درباری اشخاص تک محدود رہی اور مسلمان عوام اس سے کلی طور پر غیر متاثر رہے اور یہ نتیجہ ان حقانی، ربانی علماء و مصلحین اور داعیان دین کا فیض تھا، جس کا اثر عامۃ المسلمین پر نہ صرف سرکاری درباری علماء سے زیادہ بلکہ سلاطین و حکام سے بھی زیادہ تھا اور جن کے بعض افراد کے متعلق یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ۔

جہاں نے راد گرگوں کردیک مرد خود آگا ہے

حکومت سے اسی بے نیازی، عامۃ المسلمین سے ربط و تعلق، اور ایثار و جذبۂ قربانی کا نتیجہ تھا کہ جب ۱۸۵۷ء میں مغلیہ سلطنت کا چراغ گل ہوا اور مسلمان اقتدار اور اس کے منافع و مواقع سے محروم ہو گئے تو اس دینی تعلیم کے نظام و مراکز پر کوئی گہرا انقلاب انگیز اثر نہیں پڑا، بلکہ ان میں مدارس کے قیام کا ایک نیا جوش و ولولہ پیدا ہو گیا، جو نہ صرف مسلمانوں کو دینی، ذہنی و تہذیبی ارتداد سے محفوظ رکھ سکیں، بلکہ (نظم مملکت کو چھوڑ کر) ہر طرح سے اسلامی سلطنت کی قائم مقامی کر سکیں۔

انگریزی حکومت نے اپنے اقتدار و تسلط اور تعلیمی نظام اور سوچے سمجھے منصوبہ کے ذریعہ مسلمانوں کے تعلیمی مراکز کی بقا و حیات کیسر چشموں کو خشک کرنے کی ایسی منظم کوشش کی جس کے بعد ان مدارس اور اس دینی تعلیم کے نظام کا باقی رہ جانا ایک معجزہ سے کم نہیں اور وہ (تاریخی تجزیہ اور فلسفۂ حیات کی رو سے) محض مسلمانوں کے عزم و قوت ایمانی اور شروع سے دینی تعلیم کے آزاد رہنے کا نتیجہ تھا، انگریزی حکومت کے ان انتظامات اور اقدامات کی بعض کڑیاں پیش کی جاتی ہیں جو ایک طویل اور آہنی زنجیر کا جز ہیں جو کسی نظام تعلیم کے ختم کرنے کے لئے بھی کافی ہے۔

آنریبل مسٹر الفنسٹن اور ایف وارڈن نے مسئلہ تعلیم پر ایک یادداشت مرتب کی جس میں حسب ذیل اعتراف موجود ہے:

''ہم نے ہندوستانیوں کی ذہانت کے چشمے خشک کر دیئے اور ہماری فتوحات کی نوعیت ایسی ہے کہ اس سے نہ صرف یہ کہ تعلیمی ترغیب نہیں ہوتی بلکہ اس سے قوم کا علم سلب ہوا جاتا ہے اور علم کے پچھلے ذخیرے نسیا منسیا ہوئے جاتے ہیں'' (حکومت خود اختیاری، از مولوی سید طفیل احمد صاحب منگلوری علیگ ایم۔ ایل سی ص ۹۵)

ڈبلو۔ ڈبلو ہنٹر (W.W. Hunter) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''ہمارے ہندوستانی مسلمان'' (The Indian Musalmans) میں ہندوستانی مسلمانوں کی جائز شکایتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے اور ان کو بجا قرار دیا ہے:

''ان (مسلمانوں کو) شکایت ہے کہ ہم نے مسلمانوں سے مذہبی فرائض کو پورا کرنے کے ذرائع چھین لئے اور اس طرح روحانی اعتبار سے ان کے ایمان کو خطرہ میں ڈال دیا، ہمارا بڑا جرم ان کے نزدیک یہ ہے کہ ہم نے مسلمانوں کے مذہبی اوقات میں بددیانتی سے کام لیتے ہوئے، ان کے سب سے بڑے تعلیمی سرمایہ کا غلط استعمال کیا'' (ہمارے

ہندوستانی مسلمان، مترجمہ ڈاکٹر صادق حسین، مطبوعہ اقبال اکیڈمی لاہور ص ۲۱۹)۔

سر ولیم ہنٹر نے اپنی اس کتاب میں مسلمانوں کے نظام تعلیم و مدارس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''انگریزوں کے ہندوستان پر قابض ہونے سے پہلے وہ ملک کی سیاسی ہی نہیں، بلکہ دماغی قوت بھی تسلیم کئے جاتے تھے، اس ہندوستانی مدبر کے الفاظ میں جوان سے بخوبی واقف تھا، ان کا تعلیمی نظام اگرچہ اس نظام تعلیم کے مقابلہ میں کم درجہ پر ہے جسے ہم نے رائج کیا ہے لیکن پھر بھی اس کو حقارت کی نظر سے دیکھنا غلطی ہے، کیوں کہ وہ اعلیٰ دماغی تعلیم و تربیت کا اہل تھا، اس کی بنیادیں بالکل ہی ناقص اصولوں پر نہ تھیں گوان کے پڑھانے کا طریقہ بہت پرانا تھا لیکن یقینی طور پر وہ ہر اس طریقہ سے برتر تھا جو اس وقت ہندوستان میں رائج تھا، مسلمان اس طریق تعلیم سے اعلیٰ قابلیت اور دنیاوی برتری حاصل کرتے'' (ایضا! ص ۲۵۹)

ڈاکٹر ہنٹر کی اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ آزاد اور غیر سرکاری تعلیم گاہوں کا ذریعہ آمدنی کیا تھا اور وہ کیوں ہر طرح کے ناسازگار حالات کے باوجود نہ صرف زندہ بلکہ مفید اور کارآمد ہے وہ لکھتا ہے:

''ہم نے ان کے (مسلمانوں کے) طریقہ تعلیم کو بھی اس سرمایہ سے محروم کر دیا، جس میں اس کی بقاء کا دارومدار تھا، مسلمانان بنگال کا ہر اعلیٰ خاندان ایسے اسکول کا خرچ بھی برداشت کرتا تھا جس میں خود اس کے اور غریب ہمسایوں کے بچے مفت تعلیم حاصل کر سکتے تھے، جوں جوں صوبہ کے مسلمان خاندانوں پر ادبار چھاتا گیا، یہ خاندانی اسکول کم ہوتے گئے اور ان کے اثرات بھی کم ہوتے گئے زمانہ قدیم سے ہندوستانی شہزادوں کا دستور چلا آتا تھا کہ وہ نوجوانوں کی تعلیم اور خدا کی رضا جوئی کے لئے زمین کے قطعات وقف کر دیتے'' ۔(ایضا ص ۲۶۷)۔

حکومت برطانیہ کی اس منظم و مسلح معنوی و ثقافتی نسل کشی (Genocide Cultural) اوقاف کی ضبطی، سرکاری ملازمتوں کیلئے فضلائے مدارس کی نااہلی کے قانون اور اس سب سے بڑھ کر قدیم دینی تعلیم کے متوازی پرائمری اور ہائی اسکولوں کی سطح سے لے کر کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ملک گیر نظام کے قائم کرنے اور ان میں ہر طرح کی کشش اور ترغیب کے پہلو کے موجود ہونے کے باوجود، مسلمان اپنے دین اور اس کی ثقافت (کلچر) اور تہذیب و معاشرہ سے وابستہ ہیں اور وہ کسی بڑے پیمانہ پر بلکہ قابل ذکر سطح پر بھی دینی، تہذیبی و ثقافتی ارتداد کا اس طرح شکار نہیں ہوئے، جس طرح اسپین کے مسلمان زوال حکومت اسلامی کے بعد شکار ہوئے، یہ تنہا آزاد دینی تعلیم اور آزاد مدارس و مکاتب اور ان کے فضلاء، وہاں سے تعلیم پا کر نکلنے والے مفتیوں، قاضیوں، واعظوں اور ائمہ مساجد کا فیض تھا اور انہی کی وجہ سے نہ صرف علوم دینیہ بلکہ قرآن مجید پڑھنے اور یاد کرنے کی صلاحیت، اُردو میں نوشت و خواند کی قابلیت اس نسل تک باقی رہی، اس بنا پر عہد جدید کے نامور ترین مفکر اور ترجمان حقیقت علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے مدارس عربیہ و دینیہ پر تنقید کرنے والے ایک مسلمان صاحب قلم کی تنقید پر یہ فرمایا کہ ''ان دینی مدارس کو کچھ نہ کہو، اگر یہ باقی نہیں رہے تو ہندوستان بھی اسپین بن جائے گا''۔

ان مدارس اور ان کے فضلاء کی اس خصوصیت اور اس ملک میں اسلام سے واقفیت اور وابستگی کے تسلسل و بقا میں ان کے عظیم کارنامہ کا بقدر ضرورت اور اضطراراً تذکرہ کرنے کے بعد، ہم ایک دوسرے پہلو کی طرف بھی سامعین، قائدین اور حقیقت پسند اور منصف مزاج محبان وطن کی توجہ منعطف کرانا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ ہندوستان کی جنگ آزادی میں سب سے پہلا اور سب سے بڑا حصہ اسی قدیم نظام تعلیم کے ساختہ پرداختہ فضلاء اور علماء دین کا تھا، آزاد مسلم مفکرین قائدین میں سرفہرست علماء دین ہی تھے، جو سیاسی اور قومی تحریکات میں حصہ لینے کے نہ صرف قائل بلکہ داعی تھے اور سیاست کو مسلمانوں کے لئے (بعض جدید تعلیم یافتہ قائدین کی طرح) ''شجرۂ ممنوعہ'' نہیں سمجھتے تھے، انہیں علماء نے برطانوی حکومت کی مخالفت اور اس کے خلاف جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس کے نتیجہ میں مولانا یحیٰ علی، مولانا احمد اللہ عظیم آبادی، مولوی عبدالرحیم صادق پوری اور مولوی محمد جعفر تھانیسری کو پورٹ انڈمان روانہ کردیا گیا، مولانا یحیٰ علی اور مولانا احمد اللہ صاحب کا انڈمان میں انتقال ہوگیا اور مولوی محمد جعفر اٹھارہ سال کی قید بامشقت اور جلاوطنی کے بعد اپنے وطن واپس ہوئے، ان کے علاوہ دوسرے ممتاز اور جلیل القدر علماء کو بھی انڈمان میں جلاوطنی کی سزادی گئی، جن میں مولانا فضل حق خیرآبادی، مفتی عنایت احمد کاکوروی اور مفتی اظہر کریم دریابادی کے نام قابل ذکر ہیں، مولانا فضل حق خیرآبادی کا وہیں انتقال ہوا اور بقیہ دو عالم طویل عرصہ کے بعد وطن واپس ہوئے۔

پھر جب ہندوستان میں تحریک خلافت اور اس کے ساتھ آزادئ ہند کی تحریک شروع ہوئی تو اس میں بھی علماء ہی پیش پیش تھے، اس طویل و نورانی فہرست میں یہاں صرف شیخ الہند مولانا محمود حسن، قیام الدین، مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا معین الدین اجمیری، مولانا ابوالکلام آزاد، مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا احمد سعید، ابوالمحاسن، مولانا محمد سجاد بہاری، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا مسعود علی ندوی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا نام لینا کافی ہے، ان میں شیخ الہند مولانا محمود حسن، مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا عزیر گل، مولانا حکیم نصرت حسین اور مولوی سید وحید احمد کو ۱۹۱۷ء میں مالٹا جلاوطن کردیا گیا، یہ جماعت ۱۹۲۰ء تک وہیں رہی۔

انگریزوں سے نفرت اور حکومت انگریزی کی مخالفت میں ہر طرح کی سختیاں اور مصائب کے برداشت کرنے کی جس صلاحیت اور ہمت کا ثبوت جماعت علماء نے دیا، اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا ہر طرح سے حق بجانب ہوگا کہ دینی تعلیم اور آزاد مدارس میں قربانی و ایثار کا جذبہ، عزیمت و عالی ہمتی اور بلند نگاہی پیدا کرنے کی زیادہ صلاحیت ہے اور ملک و قوم کو درپیش مصائب و خطرات کے موقع پر یہی جماعت (جو مادی ترقیات، معاشی آسودگی اور عزت و اقتدار کے حصول سے زیادہ آسانی کے ساتھ صرف نظر کرسکتی ہے) زیادہ کام آنے والی ہے۔

اس کے ساتھ ضمناً اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ علم و تحقیق کی آبرو، ذوق مطالعہ اور علم و تصنیف کی راہ میں خود فراموشی اور محنت کوشی انہیں عربی و دینی مدارس سے قائم ہے، ان میں سے ایک ایک آدمی نے اکیڈمی

کا کام کیا ہے، اس سلسلہ میں ان مصنفین کے تصنیفی کارناموں کا ذکر موجب طوالت وملال طبع کا باعث ہوگا۔

ان آزاد دینی مدارس ومکاتب کا یہ احسان اور کارنامہ بھی کچھ کم اہم نہیں ہے کہ اس دور میں اب اردو انہیں کے ذریعہ نئی نسل کی طرف منتقل ہورہی ہے اور اس نسل میں اردو نوشت وخواند اور قدیم دینی وعلمی ذخیرہ سے ربط وتعلق و استفادہ کی صلاحیت انہیں مدارس ومکاتب کے ذریعہ پیدا ہوتی ہے، ورنہ جدید تعلیم گاہوں میں تعلیم پانے والا (اسکولوں سے لے کر یونیورسٹیوں کے طلبہ تک) اردو میں تحریر وتصنیف کا کیا ذکر؟ اردو میں پڑھنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہوتے جارہے ہیں اور اپنے والدین اور سرپرستوں سے ہندی یا انگریزی میں خط وکتابت کرنے پر مجبور ہیں۔

حضرات! گزشتہ بیان اور معروضات سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ کسی ملک میں دین سے وابستگی اور ملت کے تشخص کی بقا حکومت کی ان پابندیوں سے آزاد رہنے اور ان قوانین سے مستثنیٰ ہونے میں مضمر ہے، جو ملک کی مادی ضرورتوں کی تکمیل اور عام نظم ونسق کے شعبوں کے لئے ضروری یا مفید ہوسکتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اگر ذمہ داران حکومت صحیح معنیٰ میں حقیقت پسند اور محب وطن ہوں تو ان کو ہر ایسی کوشش اور ہر ایسے ادارہ کو نہ صرف باقی رہنے کی اجازت دینی چاہیے بلکہ اس کی ہمت افزائی اور قدردانی کرنی چاہیے، جو ملک میں علم وخواندگی اور ثقافت وتہذیب کی اشاعت وترقی اور ان کی توسیع میں مدد دے کہ اس وسیع، طویل وعریض اور کثیر آبادی کے ملک میں اگر کوئی شخص درخت کے نیچے بیٹھ کر جسم و جان کا رشتہ قائم رکھنے والی خوراک اور بقدر ستر پوشی پوشاک پر قناعت کرتے ہوئے تعلیم وتربیت کا کام کرے تو ہر محب وطن انسان اور علم کے ہر قدردان کو اس کا نہ صرف خیر مقدم کرنا چاہیے بلکہ اس کا شکر گزار ہونا اور اس پر فخر کرنا چاہیے کہ تمام تر سرکاری وسائل اور زیادہ سے زیادہ تعلیم گاہوں کے قیام اور ان کے لئے اساتذہ کی فراہمی کے باوجود اس ملک کی آزادی کے بڑے حصہ کو خواندہ وتعلیم یافتہ نہیں بنایا جاسکتا، چہ جائیکہ اخلاق وسیرت کی تعمیر ہو اور باکردار شہری پیدا ہوں۔

اسی بنا پر ہم حکومت کے ان قوانین وضوابط کے خلاف احتجاج کرنے پر مجبور ہیں جو آزاد دینی مدارس ومکاتب کے قیام اور ان کے آزادی سے تعلیمی خدمت اور علم وثقافت کی اشاعت اور مسلمانوں کو اپنے دین سے اس درجہ واقف کرانے کے کام میں خلل انداز ہوں جو ان کے لئے مذہبی طور پر ضروری ہے اور وہ تعلیم گاہیں یا تو قائم نہ ہوسکیں، یا اگر قائم ہیں تو باقی نہ رہ سکیں مثلاً کم سے کم تنخواہ ومعاوضہ (Minimum Wage) کا قانون یا مدارس ومکاتب کے لئے قیام و جواز کے لئے لائسنس لینے کی پابندی جو حکومت کے دوسرے شعبوں جن کا نظم ونسق (Administration) یا (Labour) سے تعلق ہے، کے لئے موزوں ہیں لیکن دینی مدارس ومکاتب کے لئے جن کا شعار اور طاقت وخصوصیات زمانہ قدیم سے لے کر اس وقت تک ایثار قناعت رہی اور ہمیشہ رہنا چاہیے، ناموزوں اور سخت مضرت رساں ہیں۔ ہم اپنا جمہوری، مذہبی، اخلاقی اور شہری حق سمجھتے ہیں کہ اس کے خلاف آواز بلند کریں کہ ملک کے دستور نے ہر اقلیت اور ہر اکائی کو اس کی اجازت دی ہے کہ وہ اپنی پسند کے مدارس قائم کرے اور اپنی پسند اور صوابدید کے مطابق ان کو چلائے۔ ہم

خالص حب الوطنی اور ہندوستان کے لئے اس کو باعث فخر سمجھنے کی بنا پر بھی یہ کہتے ہیں کہ تعلیم وتربیت اور ثقافت وتہذیب کے پھیلانے میں ایثار وقربانی کی اس روایت کو جو ہندوستان کی قدیم تاریخ کا بھی طرۂ امتیاز رہا ہے، باقی رہنا چاہیے۔

آخر میں بڑی معذورت کے ساتھ ایک تلخ حقیقت کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ان مدارس ومکاتب کے سرکاری الحاق اور سرکاری امداد قبول کر لینے کے بعد یہ اندیشہ ہے (جو واقعہ بن کر سامنے آ گیا ہے) کہ ان مدارس کا عوام سے رابطہ بھی ٹوٹ جائے اور وہ مقصد بھی حاصل نہ ہو جس کے لئے سرکاری امداد اور ایڈ قبول کی گئی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے پٹنہ کے ایک جلسہ میں شرکت کے موقع پر جو امارت شرعیہ بہار کے قائم کردہ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحبؒ کی یادگار میں اسپتال کے افتتاح کے لئے منعقد کیا گیا تھا اور جس میں بہار کے چیف منسٹر بھی شریک تھے، ایک عربی مدرسہ کے ذمہ دار نے تقریر میں کہا کہ چھ مہینے سے ہم کو سرکاری امدادی رقم نہیں ملی، ہمارے بچے فاقہ کر رہے ہیں، یہ بہار کا حال جہاں اکثر مدارس عربیہ سرکاری امداد قبول کر چکے ہیں، ابھی چند ہی دن پہلے ''قومی آواز'' (لکھنؤ) میں جھانسی کے ایک دینی مدرسہ کے صدر مدرس یا مہتمم صاحب کا مراسلہ شائع ہوا ہے، اس میں صاف لکھا گیا ہے کہ پانچ مہینے سے ہم کو سرکاری امداد نہیں ملی اور ہمارے بچے فاقہ کر رہے ہیں، ایسی حالت میں بڑے گھاٹے کا سودا ہوگا کہ ہمارا رشتہ عوام سے بھی ٹوٹ جائے اور ہم ان کی ہمدردی اور اعانت سے بھی محروم ہو جائیں اور حکومت کے تغافل یا اس کے نظم ونسق کی طوالت کا بھی شکار ہوں، اس طرح (بہت معذرت کے ساتھ) صرف اس مصرعہ پر اکتفا کروں گا کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

میں ایثار وقربانی کی اس دعوت کے ساتھ جو کسی نہ کسی درجہ میں دینی تعلیم کی بقا وملت کے تشخص کی حفاظت کے لئے ضروری ہے، حقائق اور زندگی کی طبعی وفطری، بلکہ شرعی ضروریات سے چشم پوشی نہیں کر سکتا، مدارس ومکاتب کے اساتذہ ومنتظمین کے لئے بقدر ضرورت وباعزت معاشی انتظام کی بے شک ضرورت ہے، مدارس کے ذمہ داروں کو اس پر ہمدردانہ غور کرنا اور اس تقاضہ کو اپنے وسائل اور دائرہ اختیار میں رہ کر پورا کرنا ضروری ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ اور مدارس ومکاتب کے کارکنوں اور خدمت گذاروں کو کسی نہ کسی درجہ میں ایثار وقناعت کے اجر وثواب کی امید میں کام کرنے کے ساتھ اس چراغ کو روشن رکھنے اور اس کی روشنی دور دور اور دیر تک پہنچاتے رہنے کی کوشش وجانفشانی بھی جاری رکھنی چاہیے کہ اس دین کا ماضی، حال اور مستقبل ایمان ویقین، ایثار وتوکل اور عزم حالات اور تیز وتند آندھیوں میں بھی اس چراغ کو گل ہونے سے بچاتا رہا ہے اور بچاتا رہے گا۔ ؎

ہوا ہے گو تند وتیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

میں اقبالؒ کے اس شعر پر گذارش کا اختتام کرتا ہوں کہ ؎

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامان موت فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

ادبیات　　مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

ایک محفلِ علم وادب کا دلچسپ منظر

بسلسلہ : ساعتے با اہل حق

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب تحسین القرآن نوشہرہ بعد ازاں جامعہ ابوہریرہ اور پھر جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ ہر جگہ بہت ہی علمی، ادبی اور تحقیقی بیانات کے علاوہ علمی، ادبی مجالس بھی منعقد ہوئیں، جن میں دسیوں اکابر علماء اور مشائخ شریک ہوئے، مثلاً شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ، شیخ الحدیث مولانا انوار الحق، شیخ الحدیث حضرت مولانا مطلع الانوار مدظلہ (فاضل دیوبند، تلمیذ حضرت مدنیؒ)، شیخ الحدیث مولانا عبدالغنی حقانی (اذاخیل)، مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا قاری محمد عبداللہ بنوی، مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی اور مولانا راشد الحق سمیع حقانی (مدیر 'الحق') مولانا قاری عمر علی، اکرام اللہ شاہد (سابق ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی)، مولانا سید محمد یوسف شاہ حقانی، مولانا حامد الحق حقانی اور حافظ محمد قاسم حقانی وغیرہم۔

آغازِ سخن : تحسین القرآن میں خطاب کے بعد حضرات شیخین (شیخ الاسلام اور شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق) اور دیگر علماء ایک کمرہ میں تشریف فرما تھے قلم و کتاب اور علم وادب کا موضوع چھڑا، اس طرح محفلِ علم وادب قائم ہوئی، سب سے پہلے کسی مناسبت سے شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ نے فانی بدایونی کا یہ شعر پڑھا .... ؎

سنے جاتے نہ تھے تم سے میرے دن رات کے شکوے　　کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

مولانا ابراہیم فانی صاحب نے فرمایا کہ مولانا مناظر احسن گیلانی نے موت کی رات فرمائش کی تھی کہ یہ شعر ؎

سنے جاتے نہ تھے تم سے میرے دن رات کے شکوے
کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

جس غزل میں ہے وہ مجھے سنائی جائے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے بھی فانی صاحب کی تائید کی کہ ہاں اسی طرح تھا۔ اس موقع پر شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی نے بھی فانی بدایونی کا یہ شعر پڑھا ؎

ہم نے فانی ڈوبتی دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

باہمی تعارف : اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے فانی صاحب کا تعارف حضرت مفتی محمد تقی عثمانی

سے کرایا، اور فرمایا کہ یہ مولانا محمد ابراہیم فانی ہیں۔ ان کے والد محترم دارالعلوم حقانیہ کے صدر المدرسین رہ چکے ہیں۔ بہت بڑے متکلم، مفسر اور عظیم شیخ الحدیث تھے۔ یہ انہیں کے فرزند ہیں اور ماشاء اللہ فارسی، عربی، اردو اور پشتو کے بہترین شاعر ہیں۔ 'الحق' میں ان کا شاعرانہ کلام آپ کی نظروں سے گزرتا ہوگا۔ آپ نے مطالعہ کیا ہوگا۔

اس دوران مولانا عبدالقیوم حقانی تشریف لائے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے ان کا بھی بھرپور تعارف کرایا۔

مولانا محمد تقی عثمانی نے فرمایا :

"ہاں ! ان کے قلمی افادات اور تصنیفات کی پورے عالم میں دھوم ہے"۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا : میں کہا کرتا ہوں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے رب نے فرمایا ہے : وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْد (سبا:۱۰) (ہم نے ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا) اور حقانی صاحب کے لئے...... شیخ الاسلام نے لقمہ دیتے ہوئے فرمایا: وَاَلَنَّا لَهُ الْقَلَم ۔ (ہم نے ان کے لئے قلم کو مسخر کر دیا) مولانا سمیع الحق نے فرمایا: میں کہا کرتا ہوں کہ وَاَلَنَّالَهُ التَّصْنِيف (ہم نے ان کے لئے تصنیف کو مسخر کر دیا) یہ کبھی سوچا نہ تھا چونکہ گفتگو علم وادب اور فانی صاحب کی شاعری کے حوالے سے چل رہی تھی تو مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے فانی صاحب سے اپنا کلام سنانے کی فرمائش کی۔ چنانچہ فانی صاحب نے اپنی یہ غزل سنائی..........

بدلیں گے انداز تیرے یہ کبھی سوچا نہ تھا
دل نے اے جانِ تمنا یہ ستم دیکھا نہ تھا

اپنی قسمت سے گلہ تھا ان سے کچھ شکوہ نہ تھا
اُس حسیں پیکر نے میرے عشق کو سمجھا نہ تھا

زندگی میں پیش آئے ہیں حوادث نو بہ نو
اب کے جو طرزِ جنوں ہے پہلے تو ایسا نہ تھا

ہائے ان فرقت کے لمحوں میں وہ حِدّت خون کی
تن میں ایسی رگ نہ تھی جس میں شرر بھڑکا نہ تھا

کس کو ہم آخر سناتے قصۂ سوزِ جگر
تھی بھری محفل مگر اک بھی جگر والا نہ تھا

تجھ سے میں کیوں دور ہو جاؤں کہیں گے کیا یہ لوگ
چاند تھا لیکن قریب اس کے کوئی تارا نہ تھا

فانی بیچارہ اب احوالِ دل مت پوچھئے
بجلیوں کے گھر میں پہلے ایسا اندھیرا نہ تھا

اسی غزل پر حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ حضرت مفتی صاحب نے غزل کا یہ مصرعہ دہرایا

ع تن میں ایسی رگ نہ تھی جس میں شرر بھڑکا نہ تھا

غزل کے مقطع ......

فانی بےچارہ اب احوالِ دل مت پوچھئے
بجلیوں کے گھر میں پہلے ایسا اندھیرا نہ تھا

پر مولانا سمیع الحق صاحب نے از راہِ مزاح و تفنن فرمایا کہ آج کی طرح "لوڈ شیڈنگ" کی کیفیت تھی۔

علماءِ دیوبند کا ذوقِ شعر وادب :

شعر وادب کے حوالے سے مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب نے فرمایا: ذوقِ شعر وادب تو ہمارا موروثی ہے، ہمارے اکابر ومشائخ اور علماءِ دیوبند کو اللہ پاک نے اس ذوق سے بھی حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔

اکابر دیوبند کے ذوقِ ادب اور شاعری کی بات چل پڑی تو شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی نے فرمایا: مولانا قاسم نانوتویؒ، حضرت امداداللہ مہاجر مکیؒ اچھے ادیب اور شعراء تھے۔ فانی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت نانوتویؒ بہت بڑے غزل گوشاعر تھے۔

مولانا نانوتویؒ اور سرسید مرحوم کا تبادلۂ شعر: ایک دفعہ سرسید احمد خان کو حضرت نانوتویؒ نے لکھا کہ ''مجھے معلوم ہوا کہ آپ کے عقائد میں فتور ہے۔ تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا اور آپ کے جو شکوک وشبہات ہیں وہ میں دفع کروں گا۔ سرسید نے انتہائی رعونت سے جواب میں غالب کا یہ شعر لکھا ....

حضرتِ ناصح جو آویں دیدہ و دل فرشِ راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

حضرت نانوتویؒ نے ان کو جواب میں مرزا غالب کی اسی غزل سے یہ شعر لکھا ......

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
میں سناؤں حالِ دل اور آپ فرمائیں گے کیا

مولانا سمیع الحق اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دیر تک اس سے حظِ وافر لیتے رہے اور تبصرہ بھی کرتے رہے۔ فانی صاحب نے مزید فرمایا: مولانا قاسم نانوتویؒ کی مغلق کتابیں، علمی عظمت، رفعتِ شان، عظمتِ درس وتدریس اور قومی وملی سیاست کے باوصف، علم وادب اور ذوقِ شعر کا یہ عالم کہ غالب کا دیوان تک نہ چھوڑا۔ پھر فانی صاحب نے مولانا محمد تقی عثمانی سے عرض کیا کہ آپ اپنا کلام سنائیں اور سب نے تقاضا کیا تو انہوں نے اپنی مشہور نظم سنائی۔ ''دربار میں حاضر ہے اِک بندۂ آوارا''۔

دربار میں حاضر ہے اک بندۂ آوارا — آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارا
سرگشتۂ و درماندہ بے ہمت و کانارہ — وارفتۂ و سرگرداں بے مایۂ و بے چارا
شیطان کا ستم خورہ اس نفس کا دُکھیارا — ہر سمت سے غفلت کا گھیرے ہوئے اندھیارا
آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارا — دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
جذبات کی موجوں میں لفظوں کی زباں گم ہے — عالم ہے تحیر کا یا رائے بیاں گم ہے
مضمون جو سوچا تھا کیا جانے کہاں گم ہے — آنکھوں میں بھی اشکوں کا اب نام ونشاں گم ہے
سینے میں سلگتا ہے رہ رہ کے اک انگارا — دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا

آیا ہوں تیرے در پر خاموش نوا لے کر — نیکی سے تہی دامن انبار خطا لے کر
لیکن تیری چوکھٹ سے اُمید سخا لے کر — اعمال کی ظلمت میں توبہ کی ضیاء لے کر
سینے میں طلاطم ہے دل شرم سے صد پارا — دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
اُمید کا مرکز یہ رحمت سے بھرا گھر ہے — اس گھر کا ہر اک ذرہ رشک مہ و اختر ہے
محروم نہیں کوئی جس در سے یہ وہ در ہے — جو اس کا بھکاری ہے قسمت کا سکندر ہے
یہ نور کا قلزم ہے یہ امن کا فوارا — دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
یہ کعبہ کرشمہ ہے یا رب تیری قدرت کا — ہر لحہ یہاں جاری میزاب ہے رحمت کا
ہر آن برستا ہے مُن تیری سخاوت کا — مظہر ہے یہ بندوں سے خالق کی محبت کا
اس عالم ہستی میں عظمت کا یہ چوبارہ — دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
یا رب مجھے دنیا میں جینے کا قرینہ دے — میرے دلِ ویراں کو اُلفت کا خزینہ دے
سیلاب معاصی میں طاعت کا سفینہ دے — ہستی کے اندھیروں کو انوار مدینہ دے
پھر دہر میں پھیلا دے ایمان کا اُجیارا — دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
یا رب میری ہستی پر کچھ خاص کرم فرما — بخشے ہوئے بندوں میں مجھ کو بھی رقم فرما
بھٹکے ہوئے راہی کا رُخ سوئے حرم فرما — دنیا کو اطاعت سے گلزار ارم فرما
کردے میرے ماضی کے ہر سانس کا کفارہ — دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا

عاصی اور آسی :نعت کے آخری بند میں مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اپنا تخلص ''آسی'' کہا اور توضیح کی کہ یہ لفظ ''عاصی'' نہیں بلکہ ''آسی'' ہے۔ تو فانی صاحب نے کہا اس میں بھی وہی فرق ہے جو ''جہانِ دیدہ'' اور جہانْ دیدہ'' میں ہے۔

وہ جو شاعری کا سبب ہوا: مولانا عبدالقیوم حقانی نے کلیم عاجز کی کتاب کے بارے میں فرمایا: ''وہ جو شاعری کا سبب ہوا،، کہیں بھی نہیں ملتی۔ اس موقع پر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے کلیم عاجز کے بارے میں فرمایا: وہ بہت بڑے شاعر ہیں اور ان کا یہ شعر پڑھا ....

خنجر پہ کوئی چھینٹ نہ دامن پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو ، کہ کرامات کرو ہو

فانی صاحب نے کہا: یہ غزل کلیم عاجز نے سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد دہلی میں عظیم مشاعرہ تھا، جس میں اندرا گاندھی بھی موجود تھیں، اس کی موجودگی میں یہ غزل سنائی تھی اور اس شعر میں بالخصوص اندرا گاندھی کو مخاطب کیا تھا۔

شاعر ہونے کی حیثیت سے پہلا تعارف : فانی صاحب نے مفتی صاحب سے کہا: حضرت! وادیٔ کشمیر کے بارے

میں آپ کی نظم بہت شاندار ہے۔ مولانا سمیع الحق نے اس کا پس منظر بیان فرمایا اور مزید فرمایا کہ ہم کشتی میں بیٹھے تھے اور مولانا عثمانی صاحب ہمیں کشتی میں یہ نظم سناتے رہے۔ ''الحق'' میں بھی چھپی۔ ''الحق'' میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے درج ذیل تمہیدی کلمات کے ساتھ شائع کی۔

''پچھلے دنوں محب محترم مولانا محمد تقی عثمانی مدیر ماہنامہ ''البلاغ'' مع برادر مکرم مولانا محمد رفیع عثمانی اکوڑہ خٹک تشریف لائے۔ دو تین دن پُر لطف رہے۔ ان مجالس کی یادگار یہ ایک نظم ہے۔ اس نظم سے شاعر نے چاندنی رات میں دریائے لنڈا (دریائے کابل) کی سیر کرتے ہوئے کشتی میں احباب مجلس کو محظوظ کیا۔ دریائے لنڈا اکوڑہ خٹک کی آبادی سے متصل دریا ہے۔ سامنے اس پار وہ گھاٹی ہے جس کو طے کر کے شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ کے دیگر رفقاء نے دریا کو عبور کیا اور رات کے وقت اکوڑہ خٹک میں سکھوں کے کیمپ پر شب خون مارا۔ اس ماحول نے اشعار میں لطف و تاثیر کی ایک عجیب شان پیدا کر دی تھی، پڑھنے والا خود بھی سراپا سوز بنا ہوا تھا اور سننے والے بھی اپنے آپ کو ڈیڑھ صدی قبل یہاں کی اس تاریخی رات میں محسوس کر رہے تھے، جسے سید شہیدؒ نے لیلۃ الفرقان قرار دیا تھا۔ مولانا محمد تقی عثمانی سے معذرت کرتے ہوئے الحق غالباً پہلی بار انہیں بحیثیت ایک قادر الکلام شاعر کے متعارف کرا رہا ہے نظم کا آغاز یوں ہوتا ہے.....

تو حسن کا پیکر ہے تو رعنائی کی تصویر
مخمور بہاروں کے حسین خواب کی تعبیر
اے وادئ کشمیر ! اے وادئ کشمیر!
رخشاں ہے ترے ماتھے پر آزادی کی تنویر

عثمانی کلام کے طرز پر فانی کلام کی ایک جھلک : فانؔی صاحب نے بھی اسی سے متاثر ہو کر ایک نظم لکھی ہے۔ اے وادئ کشمیر! اس کے بھی دو شعر نذر قارئین ہیں۔ فانؔی صاحب نے لکھا ہے ''وادئ کشمیر میں نہتے مسلمان عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں پر بھارتی افواج کی بربریت اور اقوامِ عالم کی مجرمانہ خاموشی کے تناظر میں نظم موزوں ہوئی جس کا آغاز یوں ہوتا ہے ....

تو عکس دلآویزی و تو حسن کی تصویر — اے خطۂ کشمیر
اللہ نے بخشی ہے تجھے عزت و توقیر — اے خطۂ کشمیر

شعر میں تصرف، تاریخ پیدائش و وفات : شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق نے مولانا محمد تقی عثمانی کے ذوق شعر و ادب کی بہت تحسین کی۔ فانی صاحب نے کہا: مولانا نے اپنے بھائی ذکی کیفی کے کیفیات پر زبردست مقدمہ لکھا۔ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے ان کے ایک شعر میں معمولی ردو بدل کیا ہے اور تاریخ پیدائش و وفات نکالی ہے۔ کیفیؔ کا شعر ہے ......

اب کیا ستائیں گی ہمیں دوراں کی گردشیں — ہم اب حدودِ سود و زیاں سے نکل گئے

مولانا محمد تقی عثمانی نے لکھا ہے کہ اگر اس شعر کو اس طرح پڑھا جائے کہ ......

اب کیا ستائیں گی تمہیں دوراں کی گردشیں　　تم تو حدودِ نفع وزیاں سے نکل گئے

پہلا مصرعہ ان کی عیسوی تاریخ وفات ۱۹۷۵ء بن جاتا ہے اور دوسرا مصرعہ (آٹھ دن کے فرق سے) ان کی ہجری تاریخ پیدائش (۱۳۴۵ھ) بنتا ہے۔

کیفیات کا مقدمہ : اس پر قاری محمد عبداللہ نے فرمایا: واقعی وہ مقدمہ بہت خاصے کی چیز ہے۔ پھر فانی صاحب نے کیفی کا ایک شعر پڑھا ....

جس قدر تسخیر خورشید و قمر ہوتی گئی　　زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی

مولانا سمیع الحق نے واہ واہ کہا اور مکرر کی درخواست کی، پھر مکرر سنایا۔

دارالعلوم دیوبند میں طلبہ کا مشاعرے کا اہتمام : اسی محفل میں فانی صاحب نے کہا : دارالعلوم دیوبند میں طلباء کی انجمن میں باقاعدہ مشاعرہ کا اہتمام ہوتا تھا۔ کشکول میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ایک مشاعرے کا حال لکھا ہے اور اس مشاعرے کے لئے "مصرعہ" اور "طرح" یہ رکھا گیا تھا ....

ع　بارش کی علامت ہے کہ ہوتی ہے ہوا بند

اس "طرح" پر مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے غزل لکھی ہے۔ مولانا تقی عثمانی نے اسی غزل کا ایک شعر سامعین کو سنایا وہ شعر یہ ہے ....

مسدود ہیں گو ساری تدابیر کی راہیں　　خوش ہو کہ نہیں تجھ پہ ابھی بابِ دُعا بند

تمہید ہیں رحمت کی یہ دنیا کے مصائب　　بارش کی علامت ہے کہ ہوتی ہے ہوا بند

مولانا تقی عثمانی نے فرمایا کہ شیخ الہندؒ کی سرپرستی میں باقاعدہ طلبہ محفل مشاعرہ منعقد کیا کرتے تھے۔

دِلی را دِلی مے شناسد　　شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوار صاحب کے بارے میں فانی صاحب نے کہا : یہ بھی عربی، فارسی اور پشتو کے بڑے شاعر ہیں۔ تو مولانا سمیع الحق صاحب نے انتہائی تعجب کا اظہار کیا کہ ہمیں تو ان کی اس صفت کا علم نہیں تھا اور فانی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا: "دلی را دلی می شناسد" پھر مولانا مطلع الانوار نے مولانا سمیع الحق اور مولانا مفتی تقی عثمانی کے اصرار پر اپنے عربی فارسی کی چند نظمیں اور اشعار پڑھے بطور نمونہ مولانا مطلع الانوار کے "القصیدۃ النعتیہ فی مدح خیر البریۃ" سے پہلا اور آخری شعر نذر قارئین ہے ......

حـمـدًا وشـكـرًا لا يقف جداً الى يوم الابَد　　لاوحدحد الفرد الذی سبحان ليس له ولد

فـی هـابـک الـوارک و انـواره انـوارک　　اسـتـاره اسـتـارک ان انـت الا مـلـحـداً

ذوقِ پرواز: مولانا قاری محمد عبداللہ نے سفرناموں کے بابت بات چلائی تو فرمایا: مولانا راشد الحق کا "ذوقِ

پرواز" بھی بہت بلند ہے۔ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے پوچھا: "ذوقِ پرواز" کیا ہے؟ فرمایا: "مولانا راشد الحق کا سفرنامۂ یورپ ہے، وہ بھی بہت خاصے کی چیز ہے۔

الہامی لطیفے: فانی صاحب نے ایک موقع پر یہ بھی کہا کہ حضرت تھانویؒ ہر بات پر اور تقاریر میں موقع بہ موقع یہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ اتنے ڈھیر سارے لطیفے وہ کس طرح یاد رکھتے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لطیفے بھی ان کے اختراعی ہیں تو مفتی تقی عثمانی صاحب نے فرمایا: واقعی یہ لطیفے علمی ہوتے ہیں مگر الہامی ہوتے ہیں۔

اسلام کا نظامِ سیاست وحکومت: مولانا عبدالباقی حقانی نے اپنی عظیم تصنیف "اسلام کا نظامِ سیاست و حکومت" شیخ الاسلام کی خدمت میں پیش کی تو مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ مولانا عبدالباقی حقانی نے یہ کتاب بڑی مشقت، محنت، مجاہدہ سے لکھی ہے۔ کبھی غاروں میں چھپ کر اور کبھی پہاڑوں میں رہ کر، کبھی صحراؤں میں سرگرداں ہو کر کتاب مکمل کی۔ بہرحال یہ طویل داستان ہے۔ بعد میں تفصیل سناؤں گا۔

مولانا محمد تقی عثمانی نے کتاب کو ہاتھ میں لیا، خوش ہوئے اور ڈھیروں دُعائیں دیں اور فرمایا: اس موضوع پر میری بھی ایک کتاب "اسلام اور سیاسی نظریات" چھپ کر آگئی ہے۔ حاضرین علماء تھے، سب نے کہا: ہم استفادہ کر رہے ہیں۔

جامعہ ابوہریرہ میں: شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی جامعہ تحسین القرآن میں خطاب کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور ماہنامہ الحق کے مدیر شہیر مخدوم زادہ مولانا راشد الحق سمیع حقانی اور علماء وفضلاء کی ایک جماعت کیساتھ جامعہ ابوہریرہ تشریف لائے۔ ظہر کی نماز جامعہ ابوہریرہ میں ادا کی۔ عید الاضحیٰ کی تعطیلات کی وجہ سے طلبہ چھٹی پر تھے، اسلئے کوئی ہجوم واژدحام نہ بنا۔ اور شیخ الاسلام نے اطمینان سے جامعہ ابوہریرہ بالخصوص ابوہریرہ کتب خانہ کا معائنہ فرمایا۔ القاسم اکیڈمی کی مطبوعات دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی کی تصنیفات وتالیفات اور تعلیمی مساعی کو سراہا۔

اساتذۂ کرام کے دامنِ رُشد وہدایت سے وابستگی: اس موقع پر کسی مناسبت سے حقانی صاحب نے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی سے عرض کیا۔ حضرت! ہم جامعہ ابوہریرہ کو دارالعلوم حقانیہ کا ایک دارالاقامہ اور اس کی ایک درسگاہ سمجھتے ہیں اور ہر بات اور ہر قدم میں اپنے اساتذہ سے مشورہ اور ان کے دامن سے وابستہ ہیں اور استاذِ مکرم مولانا سمیع الحق، مولانا انوار الحق ہماری سرپرستی فرماتے اور اپنی اولاد کی طرح شفقت فرماتے اور دُکھ درد میں شریک رہتے ہیں۔ شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی نے فرمایا:

"خوش نصیب ہو کہ تمہیں اپنے اکابر اور اساتذہ اور مادرِ علمی کی شفقتیں حاصل ہیں، وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو اپنے اکابر اور اساتذہ کے دامن سے تادمِ مرگ وابستہ رہتے ہیں علیحدہ کام شروع کرنا، مستقل ادارے بنانا اور چلانا

مستحسن کام ہے۔ اللہ پاک استقامت دے، مگر مستقل بالذات ہونا مذموم ہے۔ والد مکرم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرمایا کرتے جو لوگ اپنے اساتذہ، مادر علمی اور بزرگوں سے کٹ کر مستقل بالذات کام کرتے ہیں، وہ مستقل بدذات ہوتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق کے در دولت پر: جامعہ ابو ہریرہ سے رخصت ہونے کے بعد قافلہ اکوڑہ خٹک کے لئے رواں دواں ہوا۔ جہاں دوسرے روز استاذ العلماء مولانا سمیع الحق کی ''مکاتیب مشاہیر کی تقریب رونمائی'' ہونی تھی۔ جبکہ حضرت الاستاذ مولانا عبدالقیوم حقانی نے مجھے حکم فرمایا کہ مغرب کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق نے جامعہ حقانیہ آنے کا حکم فرمایا ہے۔ شام کو حضرت مولانا قاری عبداللہ صاحب بھی اپنے رفقاء کے ساتھ جامعہ ابو ہریرہ تشریف لے آئے۔ جامعہ کے کتب خانہ میں علمی اور ادبی گفتگو فرماتے رہے۔ مغرب کے بعد ہم سب لوگ مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرات سیر کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ ہم لوگ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے دولت کدہ میں انتظار کرنے لگے۔ حضرات کے تشریف لانے تک یہاں بھی علمی اور ادبی محفل جم گئی۔

امیر شریعتؒ کی چوہدری افضل حق کیلئے دُعا: مولانا قاری عبداللہ نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک نادر واقعہ بیان فرمایا۔ فرمایا کہ: امیر شریعت ایک جلسے سے خطاب فرما رہے تھے جبکہ چوہدری افضل حق ان دنوں سی، آئی، ڈی کے افسر تھے اور مقررین کے خطبات لکھتے اور رپورٹ حکومت کو پیش کرتے۔ اسی جلسہ میں چوہدری صاحب بھی حسبِ معمول شریک تھے۔ امیر شریعتؒ نے جلسہ کے اختتام پر تمام سامعین سے فرمایا کہ :

''میں ایک دُعا مانگنے لگا ہوں آپ سب اس پر آمین کہہ دیں۔ چنانچہ سب لوگ متوجہ ہوئے کہ کیا دُعا مانگیں گے؟ امیر شریعت نے فرمایا: حضور اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے حضرت عمرؓ کے بارے دُعا کی تھی اور انہیں اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا۔ آج میں اللہ تعالیٰ سے چوہدری افضل حق کو مانگتا ہوں، آپ سب آمین کہہ دیں۔ ابھی دُعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ چوہدری افضل حق اُٹھ کھڑے ہوئے اور وردی اُتارتے ہوئے کہا: بس شاہ جی بس! آج سے میں پکا احراری بن گیا ہوں''۔

ولاد کی ذمہ داریاں: حضرت قاری صاحب نے مولانا حقانی سے فرمایا کہ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کی سوانح دو جلدوں میں انڈیا سے چھپی ہے۔ بہت ہی جامع کتاب ہے۔ آپ کے پوتے مولانا مسعود اعظمی نے لکھی ہے۔ اس کے آخر میں ایک شعر ہے۔ حافظ محمد قاسم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: آپ کے لئے پڑھتا ہوں .... ؎

اے اہلِ ہنر اپنی امانت کو سنبھالو ہم نے علم و ہنر کے دریا بہا دیے

مولانا حقانی صاحب نے بھی محنت، جدوجہد اور شب و روز ایک کر کے علم و ہنر کے دریا بہائے ہیں۔ اب اس گلشن کو سنبھالنا تمہارا کام ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے مرقد پر حاضری: ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خبر آئی کہ حضرات شیخین (شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی، شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق) تشریف لے آئے ہیں اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی مرقد انور پر حاضری دے رہے ہیں۔ مولانا حقانی اور مولانا قاری عبداللہ صاحب بھی مقبرہ تشریف لے گئے۔ سب حضرات اور علماءٔ طلباء کا جمِ غفیر مرقد شیخ الحدیثؒ کے اردگرد کھڑے ہو کر فاتحہ اور ایصالِ ثواب میں مصروف تھا۔ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق اور شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی دیر تک بڑے مؤدب انداز میں کھڑے رہے اور تلاوت کر کے ایصالِ ثواب کرتے رہے۔

حقانی سندات کے کتبے اور حقانی مقبرہ کا تعارف: شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق نے شیخ الاسلام کو شیخ الحدیث کا سلسلۃ الذہب (سند) والا کتبہ دکھایا۔ پھر خاندانی تعارف والا کتبہ اور پھر روحانی سلسلہ (تصوف) والا کتبہ، بعدازاں مولانا راشد الحق سمیع حقانی ایڈیٹر ماہنامہ "الحق" اور مولانا حامد الحق حقانی (سابق ایم این اے) نے خاندانی افراد کے قبور اور مقبرہ میں مدفون دیگر حضرات کے قبور کا تعارف کرایا۔

تیرا قبرستان مالا مال ہے: اسی دوران مولانا قاری عبداللہ نے شیخین سمیت حاضرین کو اپنی طرف متوجہ کر کے فرمایا کہ: "مولانا محمد علی جوہرؒ شاہ ولی اللہؒ کے قبرستان پر گئے تو فرمایا ....۔

آج جس دولت کا بازار جہاں میں کال ہے
اے دہلی! تیرا قبرستان مالا مال ہے

تو ہم بھی شیخ الحدیثؒ کے مقبرہ پر آ کر یہی کہیں گے۔

تین نسلیں: شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہٗ نے فرمایا کہ: ہم بھی شاہ ولی اللہؒ کے مقبرہ پر گئے تھے، وہاں بھی تین نسلیں مدفون ہیں، شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ محمد اسحٰقؒ اسی طرح ہم بھی یہاں تین نسلیں موجود ہیں، یعنی شیخ الحدیثؒ، میں اور راشد الحق اور حامد الحق۔

قبلہ رو ہو کر دُعا: شیخ الاسلام مدظلہٗ نے مرقد شیخ پر فاتحہ پڑھی، ایصالِ ثواب کیا، فارغ ہو کر رو بہ قبلہ ہو کر دُعا مانگی، مرقد کی جانب پیٹھ تھی تاکہ نادان لوگ یہ نہ سمجھیں کہ قبر والوں سے مانگ رہے ہیں، بلکہ قبلہ رو ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سراپا عجز وانکسار اور مجسم سوال بن گئے۔ دُعا کے الفاظ تو نہ سن سکا، البتہ ظن غالب تھا کہ مقبرہ والوں کے رفع درجات کی دُعائیں مانگ رہے ہیں۔

جامعہ حقانیہ کے کتب خانے میں: فاتحہ اور ایصالِ ثواب کے بعد جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے عظیم کتب خانہ میں تشریف لے گئے۔ یہاں حاضرین وشائقین اور طلبہ کے بہت زیادہ ہجوم کی وجہ سے کتب خانے کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ احقر کی بدقسمتی کہ باہر ہی رہ گیا، اور دروازہ پر کھڑے شخص محافظ شوکت صاحب کی منت سماجت کی مگر بایں ہمہ اندر جانے

کی اجازت نہ مل سکی۔ احقر کو بہت افسوس ہے کہ قارئین کو حضرات مشائخ کتب خانے کی گفتگو اور کتب خانے کے معائنہ کے مناظر پیش نہ کرسکا۔ یقیناً وہ گفتگو بہت ہی اہم تھی۔ مگر اب سوائے حسرت کے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔

مولانا حامدالحق حقانی کی بیٹھک میں: کتب خانے سے نکل کر مولانا حامدالحق حقانی کے رہائش گاہ تشریف لائے اور ایک اچھی خاصی علمی، ادبی، تحقیقی، کتابی اور مطالعاتی محفل جم گئی۔

کتابوں کے تحفے: جناب اکرام اللہ شاہد (سابق ڈپٹی سپیکر خیبر پختونخوا) نے شیخ الاسلام مدظلہ کی خدمت میں اپنے عظیم والد مولانا مدرار اللہ مدرار قدس سرہ کی کتابیں اور اپنے بیٹے جناب پروفیسر مشتاق احمد کی کتاب ''جہاد، مزاحمت اور دہشت گردی'' پیش کی تو شیخ الاسلام مدظلہ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ''جہاد، مزاحمت اور دہشت گردی'' یہ کتاب اس سے قبل مولانا فضل الرحمٰن نے بھی دی تھی۔

موبائل رنگ میں آیت لگانا اور مصحف ڈالنا: کسی کے موبائل فون پر گھنٹی بجی تو حضرت الاستاذ مولانا حقانی نے شیخ الاسلام سے استفسار فرمایا کہ رنگ ٹون پر آیتِ قرآنی لگانا کیسا ہے؟ فرمایا: آیاتِ قرآنیہ کو رنگ ٹون کے طور پر لگانا ناجائز ہے۔ کسی اور نے پوچھا: قرآن کریم موبائل کے میموری میں ڈالا جائے تو مصحف کا حکم ہوگا؟ شیخ الاسلام نے مدظلہ نے جواب میں فرمایا کہ نہیں یہ عکس ہے اور یہ مصحف کے حکم میں نہیں۔

مکتبہ الشاملہ: ارشاد فرمایا: اب تو بہت آسانی ہوگئی ہے، صرف مکتبۃ الشاملۃ میں سات ہزار (۷۰۰۰) کتابیں ہیں۔ میں نے اپنے کمپیوٹر میں ڈالا ہوا ہے۔ سفر میں بہت آسانی ہے۔

ایک عظیم تفسیر شرح احیاء اور تاریخ ابن عساکر کا ذکر: علامہ عراقی نے احیاء العلوم کی شرح لکھی ہے، اس کا نام ہے **"المغنی عن حمل الاسفار من الاسفار فی شرح احیاء العلوم و الآثار"**۔ جناب اکرام اللہ شاہد نے عرض کیا: حضرت! ایک عرب نے تفسیر لکھی ہے ۸۴۰ جلدوں میں، ۱۲ جلدوں میں اس کا مقدمہ ہے۔ تفسیر کا نام ''الحاوی'' ہے۔ میرے بیٹے نے نیٹ سے لیا ہے۔ شیخ الاسلام نے مفسر کے نام اور ای میل ایڈریس کے بارے میں پوچھا مگر شاہد صاحب نے کہا: بیٹے سے پوچھ کر بتادوں گا۔

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا: تاریخ ابن عساکر ۸۰۰ جلدوں میں تھی۔ اب بھی کسی کتب خانہ میں اس کا مخطوطہ ہوگا۔

علامہ سرخسیؒ اور امام شافعیؒ کے علوم:

مولانا سمیع الحق نے فرمایا: علامہ سرخسیؒ کی ایک کتاب بھی سینکڑوں جلدوں میں ہے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا: امام شافعیؒ کا مشہور قول ہے کہ میں نے امام محمدؒ سے ایک بختی اونٹ کا بوجھ (علم) حاصل کیا ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ ایک بختی اونٹ پر کتنی کتابوں کا بوجھ ڈالا جاسکتا ہے؟ (بقیہ صفحہ ۶۴ پر)

جناب جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف

پاکستان کے خلاف امریکہ ونیٹو (ایساف) کی جارحیت

26/25 نومبر کی درمیانی رات امریکہ اور نیٹو کے طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں نے مہمند ایجنسی میں سلالہ کے علاقے میں دو پاکستانی چیک پوسٹوں پر حملہ کیا جس میں دو افسران سمیت ۲۸ فوجی شہید ہوئے۔ پاکستانی سرحد کے اندر آ کر کی جانے والی یہ کاروائی نہ صرف پاکستان کی سرحدوں کی خلاف ورزی ہے بلکہ کھلی جارحیت ہے جو کہ ایساف (International Security Assistance Force - ISAF) کے ساتھ ہمارے تعاون کی شرائط کی بھی سراسر خلاف ورزی ہے۔ دراصل یہ واقعہ پاکستان کی سلامتی کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا ایک حصہ ہے کیونکہ ایساف کو افغانستان میں بدترین شکست کا سامنا ہے اور وہ افغانستان سے نکلنا چاہتے ہیں لیکن محفوظ راستہ نہیں مل رہا جس سے ان کے اعصاب پر بوکھلاہٹ طاری ہے۔ سلالہ کی چوکی پر حملہ اسی بوکھلاہٹ کا نتیجہ ہے۔

امر واقع یوں ہے کہ 25/26 نومبر کی درمیانی رات سلالہ کے مقام پر واقع پاکستانی چوکی پر متعین فوجیوں نے پاکستان تحریک طالبان ولی الرحمٰن اور فضل اللہ گروپ کے پچاس کے لگ بھگ ایسے عسکریوں کو گھیرے میں لے لیا تھا جو پاکستان دشمن کاروائیوں میں مصروف تھے۔ نیٹو اور امریکی طیارے انہیں چھڑانے کیلئے تیزی سے حرکت میں آئے اور دو پاکستانی چوکیوں کو بمباری کا نشانہ بنایا۔ اس پر سلالہ چوکی پر متعین کمانڈر نے ایساف سے رابطہ کیا اور انہیں بتایا کہ ان کے طیارے پاکستانی چوکی کو نشانہ بنا رہے ہیں اور یہ حملہ فوری طور پر بند کیا جائے لیکن ان کا پیغام نظرانداز کر دیا گیا اور دو گھنٹے تک یہ حملہ جاری رہا' جب تک کہ عسکریت پسندوں کو رہا کرا کے افغانی علاقے میں پہنچا نہ دیا گیا۔ ایساف کی جانب سے پاکستان کے خلاف جارحیت کا یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں جن میں عسکریت پسندوں نے ایساف کی مدد سے پاکستانی چیک پوسٹوں پر کئی حملے کئے جن میں متعدد فوجی جوان شہید ہوئے۔ اور یہ تیسرا موقع ہے کہ ایساف کی جانب سے پاکستانی سرحدوں کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہوئی ہے۔ گذشتہ سال ستمبر کے مہینے میں ہماری سرحدوں پر ایک ایسا ہی واقعہ ہوا تھا جس میں ہمارے متعدد سپاہی شہید ہوئے تھے۔ دوسرا حملہ ایبٹ آباد کا تھا جب ہماری زمینی اور فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسامہ بن لادن کو قتل کر دیا گیا۔

کچھ عرصہ قبل جی ایچ کیو میں منعقد ہونے والی اعلیٰ افسران کی ایک میٹنگ کے دوران میں نے متنبہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ 'ایساف پھر ہمارے حوصلے اور صبر کا امتحان لے گا' لہذا اس قسم کی صورت حال سے موثر طور پر نمٹنے کیلئے ہمیں "فوری جوابی حکمت عملی" ابھی سے تیار کرلینی چاہیئے۔ میں نے مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ تیاری اس قسم کی ہونی چاہیئے جیسا کہ ۱۹۹۰ء میں ۱۰ کور نے اپنائی تھی۔ اس وقت لائن آف کنٹرول پر ۱۲ ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ میجر جنرل صفدر ستارہ جرات نے ایک منصوبہ بنایا اور اپنے محاذ پر تیاری کرلی کہ جیسے ہی دشمن کی طرف سے بھاری ہتھیاروں سے گولہ باری ہوئی تو فوراً جواب دیا گیا' اور دشمن کی توپوں کو خاموش کرادیا اور بھارتی فوجی مورچے چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ سلالہ کی چوکی پر پیش آنے والے واقعے کے ردعمل میں ایساف کے خلاف اس قسم کی فوری جوابی کاروائی ضروری تھی مگر اس پر عمل نہ ہوسکا۔ ایسی کاروائی اب مناسب نہیں ہے اس لیئے کہ دشمن خبردار ہے۔ ہمیں تدبر اور فہم و فراست سے اپنی حکمت عملی مرتب کرکے بہترین راستے کا انتخاب کرنا ہوگا تاکہ مستقبل میں اس قسم کے واقعات دوبارہ رونما ہوں۔

جوابی کاروائی کیلئے 'خون کے بدلے خون' جیسی کاروائی ضروری ہے' لیکن فوری کاروائی اب نہیں کی جاسکتی۔ اس لیئے اب جارحانہ سفارتی کاروائی (Retorsion) زیادہ مناسب ہوگی۔ اس حوالے سے حکومت نے اقدامات کیئے ہیں' جن میں نیٹو کی جانب سے کی جانے والی معذرت کو رد کردیا گیا ہے؛ پاکستان سے گذرنے والی نیٹو کی سپلائی لائن بند کردی گئی ہے؛ ڈرون حملے بند کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے؛ شمسی ایئربیس خالی کرایا جارہا ہے؛ ۵ دسمبر کو ہونے والی بون کانفرنس کا بائیکاٹ کیا جائے گا؛ سرکاری وفود کے دورے منسوخ کردیے گئے ہیں؛ بیرونی دنیا کی حمایت حاصل کرنے کیلئے دوست ممالک کے ساتھ سفارتی رابطوں کو تیز کیا گیا ہے؛ امریکہ کے ساتھ تجارتی اور دیگر مراسم کا ازسرنو تعین کیا جارہا ہے۔ اور یہ معاملہ اقوام متحدہ تک لے جانا ضروری ہے کیونکہ قابض فوجیں اقوام متحدہ کی منظوری سے افغانستان میں کاروائی کررہی ہیں۔ اقوام متحدہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ باقاعدہ طور پر تحقیقات کرائے' تاکہ اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا دلوائی جاسکے۔

دس سال پر محیط جدوجہد کے باوجود قابض فوجیں افغانستان میں سخت ترین مشکلات سے دوچار ہیں' وہ نہ صرف جنگ ہار چکے ہیں بلکہ افغانستان کو اپنے کنٹرول میں رکھنے میں ناکام ہیں اور اب افغانستان سے پرامن طور پر نکلنے کی ضمانت تلاش کررہے ہیں۔ پاکستانی سرحدوں پر حملے کرنے جیسی مزموم کاروائیوں کا مقصد پاکستان کو دباؤ میں لانا ہے تاکہ وہ امریکہ کو اجازت دے دے کہ وہ پاکستانی علاقوں میں طالبان کے محفوظ ٹھکانوں کو تباہ کرسکے اور اس طرح ملا عمر کو مجبور کردیا جائے کہ امریکی شرائط پر مذاکرات کریں۔ یہ غیر منطقی تقاضا ہے جو کبھی پورا نہیں ہوگا' اسلئے ایساف کو انہیں مخدوش حالات میں افغانستان سے بوریا بستر اپلیٹنا پڑے گا اور امکان یہ ہے کہ جیسے ۱۹۹۰ء میں امریکہ افغانستان کو خانہ

جنگی میں مبتلا کر کے نکلا تھا جس کے نتیجے میں طالبان ابھرے تھے تو آج بھی ایسی ہی سازش ہو رہی ہے کہ افغانستان میں خانہ جنگی شروع ہو اور امن و امان قائم نہ ہو سکے۔

سلالہ چیک پوسٹ کے واقعے نے ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم پاک امریکہ تعلقات کی نوعیت کا جائزہ لے کر اپنی ترجیحات کا از سر نو تعین کریں اور جو نقصان اٹھایا ہے اس کی تلافی ممکن ہو سکے۔ ہماری ترجیحات کیا ہونی چاہئیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ پاک امریکہ تعلقات کا از سر نو تعین کیا جانا چاہیئے جو برابری اور باہمی عزت کے اصولوں پر مبنی ہوں۔

☆ امریکہ کو اس امر کی اجازت نہیں دی جانی چاہیئے کہ وہ پاکستان اور افغانستان پر بھارت کی بالادستی قائم کرا سکے کیونکہ ایسا کرنا قائداعظم کے متعین کردہ سیاسی و جغرافیائی عملی ضروریات سے انحراف کے مترادف ہوگا۔

☆ پاکستان کو اپنی ہی قبائل کے ساتھ جاری جنگ کی کیفیت ترک کر دینی چاہیئے تاکہ ہماری سرحدوں پر امن قائم ہو اور ہمارے دشمنوں کی جانب سے ان سرحدوں پر اشتعال انگیز کارروائیوں کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

☆ ایساف کو جلد ہی ناکامی و نامرادی کی حالت میں افغانستان سے نکلنا ہے لہذا یہ ہماری اولین ذمہ داری ہے کہ اپنے پڑوسی افغان بھائیوں کی مدد کریں تاکہ ماضی کی غلطیوں کا مداوا ہو سکے اور ان کے دلوں میں ہمارے خلاف پائی جانے والی نفرت کو ختم کیا جا سکے۔

☆ ۲۰۰۱ء میں ہم نے افغانستان کے خلاف جنگ میں ایساف کا ساتھ دے کر ایک گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ ہمیں چاہئے کہ افغانیوں کے ساتھ بہترین تعلقات قائم کر کے اس غلطی کو درست کریں اور افغانستان کی تعمیر نو میں ان کا ساتھ دیں۔

بلاشبہ ہم تاریخ کے مشکل ترین دور سے گزر رہے ہیں جو قوم سے اچھے اور دانشمندانہ طرز عمل کا متقاضی ہے۔ پاکستانی قوم چیلنجوں کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہے۔ ہماری قوم سیاسی و تاریخی لحاظ سے 'سندھ تہذیب' کی وارث ہے اور دنیا کی قدیم تہذیبوں کی قدروں کی حامل بھی ہے جن سے اس کی سرحدیں ملتی ہیں۔ اس لئے پاکستانی قوم کو آسان حریف سمجھنے کی کوئی غلطی نہ کرے اور نہ ہی کسی کے ذہن میں اس بارے کسی قسم کا شک ہونا چاہیے۔ پاکستانی قوم دکھوں اور قربانیوں کی گہرائیوں سے ابھرنا جانتی ہے اور انشاءاللہ موجودہ مشکلات سے نجات حاصل کر کے وہ بہت جلد قوموں کی برادری میں اپنا صحیح مقام حاصل کرے گی۔

مفتی ذاکرحسن نعمانی*

احسان وسلوک سے پیر پرستی، دنیا پرستی اور عیش پرستی تک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تزکیہ نفس کا جو مبارک سلسلہ چلا ہے، اس کو صوفیاء کرام تصوف اور احسان کے نام سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ الحمدللہ ہر دور میں بے شمار مقدس ہستیاں موجود رہیں، اور اب بھی موجود ہیں، جو خلق خدا کو رشد وہدایت کی دولت سے مالا مال کرتی رہتی ہیں۔ صوفیاء کرام کا مقصد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تعلق استوار کرنا اور اخلاص سکھانا ہوتا ہے، اس کے بارے میں صوفیاء انتہائی مخلص ہوتے ہیں، آہستہ آہستہ حلقہ ارادت بڑھتا چلا جاتا ہے، تو مرید کے طعام وقیام کا بندوبست بھی کرنا پڑتا ہے، اس لیے کہ مہمان اور خاص کر اللہ تعالیٰ کے مہمان کا اکرام بھی ضروری ہے۔

دوسری طرف اسلام نے تحفہ وہدایا کی بھی ترغیب دی ہے، تھادوا تحابوا کہ ایک دوسرے کو ہدایا دینے میں آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ پھر پیر ومرشد کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا تو عین سعادت سمجھا جاتا ہے اور اگر پیر ومرشد متبع سنت ہوتا ہے تو وہ ان ہدایا کو جمع نہیں کرتا بلکہ واردین اور آنے والوں کا ان کے ذریعے اکرام کرتا ہے، گویا صحیح پیر ومرشد حضور ﷺ کی اتباع کی وجہ سے انتہائی سخی ہوتا ہے، جس کے دسترخوان پر ہر قسم کے کھانے، پھل اور دیگر نعمتیں چنی جاتی ہیں۔ اولیاء کرام کے حالات میں ان کی سخاوت کے قصے مشہور ہیں: حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ مشہور مبلغ عالم کا مدینہ منورہ میں مشہور دسترخوان تھا، تمام عمر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طرح گزاری، جو آیا سب کچھ لوگوں کو کھلا دیا۔ بعض اوقات بعض اولیاء کے ہاں حلقہ ارادت کی وسعت کی وجہ سے لنگر شروع ہوجاتا ہے۔ یہاں تک کہ پھر پیر صاحب کے لنگر میں بڑے بڑے رئیس دال، ساگ کو برکت کے حصول اور سعادت کے لیے تناول فرماتے ہیں اور پیر ومرشد کا مقصد لوگوں کی اصلاح اور آخرت کا راستہ دکھلانا ہوتا ہے۔ جب پیر ومرشد صاحب کی زندگی کا چراغ ٹمٹمانے لگتا ہے تو مریدین کو پیر صاحب کا خلیفہ تلاش کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ رشد وہدایت کا یہ سلسلہ جاری رہے۔ جب پیر صاحب کا انتقال ہوجاتا ہے تو اسی نائب اور خلیفہ کے ساتھ دینی تعلق وربط جوڑ لیتے ہیں تاکہ اس سلسلہ کا انقطاع نہ آئے، یہ خلیفہ بھی کبھی پیر کا بیٹا ہوتا ہے چونکہ بیٹے میں اہلیت ہوتی ہے، والد بزرگوار کا تربیت یافتہ ہوتا ہے، کبھی باپ زندگی میں اس کو خرقہ خلافت عطا کردیتے ہیں یا پھر مردم شناس مریدین اس کو باپ کی مسند پر بٹھا دیتے ہیں، اس طرح باپ کے بعد بیٹا ولی ابن ولی ہوتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے بعد ان

---

* استاذ حدیث وتخصص جامعہ عثمانیہ پشاور

کا بیٹا حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ تھا، جس نے خلق خدا کی خوب روحانی آب یاری کی۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کا بیٹا حضرت مولانا عبیداللہ انور ان کا صحیح جانشین تھا، جس نے باپ کے علمی اور روحانی سلسلے کو بطریق احسن آگے بڑھایا۔ شاہ عبدالرحیم دہلوی کے بعد حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد ان کے چار بیٹے شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر، شاہ عبدالغنی اور شاہ رفیع الدین آئے پھر ان کے بعد ان کا پوتا شاہ اسماعیل شہید تھا۔

کبھی یہ سلسلہ اولاد سے باہر منتقل ہو جاتا ہے اور عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایک پیر کے مُجاز خلفاء روئے زمین میں پھیل جاتے ہیں اور خلقِ خدا ان سے مستفیض ہوتی ہے۔ مثلاً: حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت بڑے بڑے علماء مرید تھے، اسی طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ دیکھ لیں ان کے بھی بہت بہت بڑے بڑے خلفاء گزرے ہیں۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صحیح پیر و مرشد کی گدی پر نااہل بیٹا گدی نشین ہو جاتا ہے۔ نااہل لوگ اس کی دستار بندی کر دیتے ہیں، کبھی سمجھ دار اور جاننے والے لوگ نااہل اولاد کو خلیفہ اور گدی نشین بنا دیتے ہیں، حالانکہ ضروری نہیں کہ بڑی گدی کا گدی نشین بڑا آدمی بن جائے۔ مشہور پشتو شاعر کے ایک شعر کا مفہوم ہے کہ کعبۃ اللہ کی بزرگی میں کوئی شک نہیں لیکن اگر گدھا خانہ کعبہ کا طواف کر لے تو کوئی بھی اس کو حاجی نہیں کہتا وہ اسی طرح گدھا رہے گا۔ نااہل کا گدی نشین بنانا ایسا ہے جیسے گدھے کو گدی نشین کرنا ہوتا ہے۔ یہ نااہل اپنی نااہلی کی وجہ سے عیاشانہ زندگی کی طرف مائل ہو جاتا ہے، تحفہ و تحائف اور دولت کی ریل پیل ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ دولت جمع کرتے کرتے دولت پرست بن جاتا ہے، اس کو پھر عالی شان کوٹھی اور قیمتی پجارو کی فکر ہوتی ہے، کمرہ در کمرہ میں خلوت گاہ بنا لیتا ہے، نیم اور مدہم روشنی میں نرم نرم گدوں اور بستروں پر استراحت کے ساتھ بیٹھ کر لمبی تسبیح کے دانے پھیر کر، نادان مریدوں کو رام کرتا ہے۔ ان کو مال و اولاد کی برکت اور عہدے کی ترقی کی دعا دیتا ہے اور اس کے لیے مختلف قسم کے تعویذ بھی دیتا ہے تاکہ ان نادانوں کا آنا جانا موقوف نہ ہو۔ ان مریدوں کی اصلاح ہو یا نہ ہو، آخرت بگڑے یا سنورے، اس سے پیر کو کوئی سروکار نہیں۔ اسی طرح اسی خلوت گاہ میں بعض خاص مرید پیر صاحب کے سامنے باادب بیٹھے ہوں گے جن کا ایک شانہ وقفوں کے ساتھ ہلتا ہے اور دل دھڑکتا ہے اور کبھی بالکل بے حال ہو کر لوٹ پوٹ ہو جاتے ہیں، نووارد مرید یا زائر یہ کیفیت دیکھ کر پیر صاحب کو بڑا موثر اور صاحب کرامت سمجھتا ہے، حالانکہ ان نام نہاد گدی نشینوں میں بعض کی صورت و سیرت مکمل خلاف سنت ہوتی ہے۔ پھر اسی خلوت گاہ میں پیر صاحب کی زیارت کے خاص اوقات بھی ہوتے ہیں، زائر کو کئی کمروں سے چھوٹے چھوٹے دروازوں سے جھک کر گزرنا پڑتا ہے۔ خلوت اچھی چیز ہے، ایسی خلوت گاہ بنانے میں جائز و ناجائز کی بات نہیں کر رہا لیکن اتنا ضرور ہے کہ حضور ﷺ کے رنگ میں صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم رنگے ہوئے تھے اور اتنی سادہ زندگی تھی کہ نووارد کو پوچھنا پڑتا تھا کہ آپ حضرات میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟

لیکن ان نام نہاد پیروں کی خلوت گاہ میں ممتاز گدی بزبان حال کہتی ہے کہ حضرت صاحب یہی گدی نشین ہیں، ادب واحترام کی بات الگ ہے سارا دین ادب ہے، انبیاء اکرام اور صوفیاء کا ادب مشہور ہے اس ادب وعزت کی مثال پیش کرنا مشکل ہے وہ ہمارا دینی ورثہ ہے۔ لیکن ان خلوت گاہوں میں جو کچھ ہوتا ہے وہ ازراہ ادب نہیں بلکہ پیر صاحب کی ایک امتیازی شاہ ومقام کو برقرار رکھنے کے لیے ہوتا ہے۔ جب کبھی کسی کام سے خلوت گاہ سے باہر نکلتا ہے تو ایسے لباس اور نقاب میں نکلتا ہے کہ چہرہ مشکل سے نظر آتا ہے۔ تاثر یہ دیتے ہیں کہ دنیا کی آلودگیوں سے نظر بچی رہے کہیں بری چیز پر نظر نہ پڑجائے، حالانکہ پرتکلف لباس، پرتکلف کھانے اور پرتکلف نشست وبرخاست روزانہ کا معمول ہوتا ہے۔ ان باتوں پر شرعی نکتہ نگاہ سے تبصرہ نہیں کرتا، صرف حیاۃ الصحابہ کا مطالعہ کر کے صحابہ کرام کی زندگی دیکھیں، حکایات اولیاء پڑھ لیں، ان کے حالات وواقعات دیکھیں، پڑھ کر ایمان تازہ ہوجاتا ہے، دین پر عمل نصیب ہوتا ہے، دین کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اور یہ پیر صاحبان پرتکلف اور پرتعیش زندگی کے ساتھ اپنے من گھڑت، جھوٹے خواب اور کشف وکرامت کا تذکرہ بھی خود کرتے ہیں، کبھی مریدوں سے کرواتے ہیں، اسی طرح ایک پیر صاحب کو ایک مرید نے عزاحا کہا، آج رات آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ہری (سبز) لنگی کے ساتھ براق پر سوار جنت کی سیر کررہے تھے، پیر صاحب یک دم رو پڑے کہ اب بھی یہ لوگ مجھے نہیں مانتے۔ کبھی مختلف علاقوں میں ایجنٹ پھیلا کران کے ذریعہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ فلاں پیر منجھے ہوئے بزرگ ہیں، ہر وقت لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے، ہر قسم کا مریض شفایاب ہوتا ہے، حالانکہ یہ پیر صاحب خود بیمار ہوکر لندن کا رخ کرتے ہیں اور یہاں لاعلاج مریضوں کا علاج بھی کرتے ہیں۔

اسی طرح ان خلوت گاہوں میں اجنبی عورتوں کے ساتھ ملاقاتیں بھی ہوتی ہیں۔ ان بدبخت، دولت پرست ،ورنام نہاد پیروں نے امت کے اس ناقص العقل طبقہ کی نہ صرف دولت لوٹی بلکہ بعض تو ان کی عزت بھی لوٹ لیتے ہیں۔ جعلی پیر ایسا ہی کرتے ہیں، ایک جگہ رمضان المبارک کی افطاری پر مدعو تھا، عالم آن لائن ٹی وی پروگرام میں ایک پیر صاحب لوگوں کے روحانی مسائل کے جوابات دے رہے تھے ایک عورت کے سوال کا جواب دیا، اس عورت نے ٹیلفون پر کہا کہ گھر میں صرف میں اور ایک جوان بیٹی ہے اور ہمارا کوئی نہیں۔ کراچی کے پیر صاحب نے فوراً اپنا ایڈرس دے دیا کہ آپ باپردہ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ جب آن لائن بات ختم ہوگئی تو اب عورت اور اس کی جوان بیٹی کو پردہ میں آنے کی دعوت دینے کا کیا مطلب ہے؟ آگے چل کر ان جعلی پیروں کے چند واقعات ذکر کروں گا۔ الحاصل پیر صاحب جھوٹے کشف وکرامات بیان کر کے اپنی پیری کو قائم کرتا ہے، اور مرید یہ واقعات سن کر سارا اعتقاد ان پر جمالیتے ہیں، اللہ اور رسول ﷺ کی بات پر پیر صاحب کی بات کو ترجیح دیتے ہیں اس لیے ان پیر صاحب کا مقام بڑا بلند ہے۔ مثلاً پیر صاحب نے کوئی وظیفہ بتلادیا ہے تو اس کا ورد پابندی سے جاری تو رکھتے ہیں لیکن فرض نماز میں غائب رہتے ہیں۔ ان کی صحبت میں خود شریعت کی پابندی یا دوسروں سے پابندی کروانا مفقود ہوتی ہے۔ نہ پیر صاحب جماعت سے نماز پڑھتا ہے نہ مرید۔ کیونکہ ان کے نزدیک اصل چیز کشف وکرامات اور الٹے سیدھے احوال ہیں، پیر

صاحب کو بھی حاصل ہوں اور مرید صاحب کو بھی۔ اکمال الشیم میں لکھا ہے: ''کہ عوام کرامت اور خوارق یعنی عجیب باتوں کے بہت معتقد ہوتے ہیں، جس کے ہاتھ سے کوئی نئی بات صادر ہوتی ہے اس کو ولی جانتے ہیں، بلکہ ولایت کا معیار ہی عوام کی نظروں میں اسی پر ہے حالانکہ اصل کرامت شریعت پر استقامت اور اور نفس کی بری خصلتوں سے صفائی ہے۔ اس غلطی کو شیخ زائل فرماتے ہیں کہ یہ بات کچھ ضرور ہے کہ جس شخص میں خوارق وکرامات ہوں اس کے نفس کو آفات یعنی امراض باطنیہ واخصال رزیلہ سے پوری خلاصی ہوگئی ہو اس لیے کہ بعض مرتبہ کرامت اس شخص کو بھی مل جاتی ہے جو ایمان اور اتباع شریعت میں پوری طرح پختہ نہیں ہوتا اور اس کا نفس پاک نہیں ہوتا بلکہ غیر مسلم کے ہاتھ سے بھی استدراج کے طور پر خوارق ظاہر ہوتے ہیں تو یہ خوارق وکرامات قابل اعتماد چیز نہیں۔ اصل چیز استقامت دین ہے اور نفس کا تزکیہ وتصفیہ ہے۔'' (صفحہ:۲۲۸)

پیر کا کام یہ نہیں کہ کشف وکرامات بیان کر کے لوگوں کو اپنا معتقد بنائے، ارشار باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ (آل عمران)

ترجمہ: ''کسی بشر سے یہ بات نہیں ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب اور فہم اور نبوت عطا فرمادیں پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ، خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر۔ لیکن کہے گا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ والے بن جاؤ۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مرشدین اور دینی پیشواؤں کے لیے مناسب نہیں کہ اپنے حلقہ ارادت وپیروکاروں کے سامنے اپنی عبادت، ریاضت اور کشف وکرامات کے تذکرے کر کے اُن پر اپنی حیثیت ومقام ظاہر کر کے ان کے دلوں میں رعب وہیبت بٹھائے اور اپنی ذات پر اعتقاد مضبوط کرائے۔ بلکہ عقیدت مندوں اور پیروکاروں کا تعلق اللہ سے جوڑے ان کو اللہ کی بندگی سکھلائے۔

غلط پیروں کی بعض نشانیاں:

دولت پرستی یعنی دنیا پرستی: پیر صاحب کی زندگی کی طرف دیکھیں، فوراً پتہ چل جاتا ہے، اس کے اموال پر نظر رکھیں اور پھر دیکھیں اگر مالدار ہے تو مال کے حقوق کیسے ادا کر رہا ہے، اگر مال کے ساتھ دین داری ہے تو فبہا۔ اموال زیادہ ہیں، قیمتی کاریں، عالی شان کوٹھیاں، بینک بیلنس اور جائیدادیں ہوں اور مال کا حق بھی ادا نہ کر رہا ہو تو سمجھ لو کہ دنیا پرست ہے۔ دیکھ لو! گدی نشین اور ان کی اولاد اس دولت کے ذریعے کیسے مزے اڑا رہی ہے۔

عوامی شہرت: جس پیر کے ارد گرد عوامی حلقہ ہو، عوام میں چرچا ہو صرف امراء کبراء آتے جاتے ہوں، سمجھ لو! کہ صحیح پیر نہیں۔ غلطی سے ایک آدھ عالم کا تعلق اس سے جڑ جائے تو اس کا اعتبار نہیں۔ صرف عوام میں شہرت اور مقبولیت پیر صاحب کے غلط ہونے کی نشانی ہے۔

علماءِ حق سے بے تعلقی: جس پیر صاحب کا علماءِ حق سے ربط وتعلق نہیں، علماء کی تائید اس کو حاصل نہیں، سمجھ

کہ جس کیساتھ حضور ﷺ کے ورثاء کا تعلق نہ ہو، انکی محبت نہ ہو، ان کی تائید حاصل نہ ہو یہ غلط پیر ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خواص کے دلوں میں اس ولی کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ اول اللہ اپنے نیک بندے سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبرئیل سے کہتے ہیں وہ بھی اس سے محبت کرتا ہے اسی طرح یہ سلسلہ زمینی فرشتوں تک پہنچ جاتا ہے پھر زمین کے فرشتے پھر وارثان انبیاء اکرام کے دل میں اس ولی کی محبت کا القاء کرتے ہیں

خلاف شریعت کام کرنے والا: جس پیر کی زندگی خلاف شریعت ہے، نماز روزے کا پابند نہیں، کبھی داڑھی بالکل غائب یا خلاف سنت زندگی بسر کرتا ہے سمجھو غلط پیر ہے۔

حلقہ مریدین: پیر کے مریدوں سے پتہ چلتا ہے کہ پیر صحیح ہے یا غلط۔ صحیح پیر کے مرید شریعت کے پابند ہوتے ہیں، ان پر دینی رنگ چڑھا ہوا ہوتا ہے، پیر صاحب کی نیک صحبت میں رنگے جاتے ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے عام مرید بھی تہجد گزار ہوا کرتے تھے۔ سب صحابہ کرام علیہم السلام حضور ﷺ کے مرید تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مرید بھی تھے اور مراد بھی، سب صحابہ کرام کی پاکیزہ زندگیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی اور مقام معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے پیر ومرشد کے نیک اور اچھے اثرات مریدین کی طرف ضرور منتقل ہوتے ہیں، اپنے پیر اور مرشد کے رنگ میں رنگے ہوتے ہیں۔ میں جب کسی بزرگ کو دیکھتا ہوں کہ جماعت کی نماز کا پابند ہے اور اس کے دل میں دنیا کی محبت نہیں تو پھر اس کی بزرگی کو ضرور تسلیم کرتا ہوں۔

پھر اس غلط پیری مریدی سے جعلی پیروں کا سلسلہ چل نکلا ہے۔ جن کا کام صرف لوگوں کے اموال اور عزت وناموس کو لوٹنا ہے۔ عام لوگ ان کو نہیں جانتے، خاص کر متوسط طبقہ کی عورتیں ان کی طرف بہت زیادہ رجوع کرتی ہیں، معمولی پریشانی پیش آئی، گھر میں جھگڑا ہوا، بیٹا بات نہیں مانتا، فلاں کو نوکری نہیں ملتی، کسی نے کچھ کیا ہوا ہے، جادو کا اثر ہے، ان تمام دکھوں کے مداوا کے لیے خواتین کبھی اپنے مردوں کے ساتھ ان جعلی پیروں کی طرف جاتی ہیں کبھی ان کے گھر کے مردوں کو پتہ تک نہیں چلتا اور یہ پیر صاحب کی زیارت اور طواف کر کے آجاتی ہیں۔ عورتوں کی عقل اور تجربہ ناقص ہوتا ہے، ضعیف الاعتقاد بہت زیادہ ہوتی ہیں، پیر صاحب کے تعویذ، گنڈوں اور بتائی ہوئی ترکیب پر بڑا اعتقاد ہوتا ہے، جعلی پیر کے غلط ہتھکنڈوں کو نہیں سمجھ سکتیں، گھر سے اس نیت سے نکلتی ہیں کہ امیدیں بھر آئیں گی، امید پوری ہوگی یا نہیں لیکن خاوند کا مال لٹا چکی ہوتی ہیں، اور کبھی تو بعض بدقسمت عزت بھی لٹا دیتی ہیں، جس کا تذکرہ مارے خوف کے کر ہی نہیں سکتیں اور یا پھر بدکردار بن جاتی ہے۔

ان پیروں کے نام بھی بڑے عجیب ہوتے ہیں: ڈبہ پیر، ننگا پیر، منگا پیر، بکرا پیر، دیوانہ بابا، نادان بابا، بنگالی بابا، سندھی بابا، کھوتے شاہ، طوطے شاہ، بلے شاہ وغیرہ۔ ان جعلی پیروں کے قصے اخبارات میں بھی آتے رہتے ہیں۔ سید اظہار حیدر رضوی اپنی کتاب ''معاشرہ اور جرائم'' میں لکھتے ہیں کہ مئی 1977ء میں ڈبہ پیر کا بڑا چرچا تھا، شکر گڑھ تحصیل کے سادہ لوح عوام سے سات ہزار روپے اینٹھنے کے بعد پشاور پہنچا، یہاں اس نے شیخ حسین بابا کے مزار پر چلہ

کاٹنے کا ڈھونگ رچایا، گردونواح کے لوگ مرید بن گئے۔ایک مرید مقبول شاہ ٹھیکیدار بھی تھا۔جس سے ڈبہ پیر ایک مرسڈیز کار اور مبلغ بائیس ہزار روپے لے کر فرار ہوگیا۔ایک جعلی پیر اکبر علی شاہ تھا، جاہل اور ان پڑھ آدمی تھا، تعویذ گنڈے کا کاروبار کرتا تھا، خود کو ڈبہ پیر کا استاذ کہتا، مئی 1977ء میں پولیس نے ایک خوبصورت جوان عورت مسماۃ ممتاز کو اس کے حجرے سے برآمد کیا حالانکہ مشہور تھا کہ ممتاز وفات پا چکی ہے۔ایک بنگالی بابا خوبصورت لڑکیوں کو مرادیں برلانے کا جھانسہ دے کر انہیں برہنہ کردیتا تھا۔ایک لڑکی بھاوج اور شوہر سے روٹھ کر میکے گئی، لڑکی کی والدہ کے ساتھ بنگالی بابا کے پاس پہنچ گئی۔اس نے پانچ سو روپیہ لیا۔اس طرح بنگالی بابا اس کو ایک مخصوص کمرے میں لے گیا۔اس کمرے میں انسانی کھوپڑیاں اور ہڈیاں پڑی تھیں۔بنگالی بابا نے کہا کہ وہ ایک مردہ کی کھوپڑی پر ہاتھ رکھے، لڑکی نے جیسے ہی کھوپڑی پر ہاتھ رکھا تو اس سے اچانک شعلہ لپکا، لڑکی سہم گئی، بنگالی بابا نے شور مچایا تو مر جائے گی یہ کہہ کر بنگالی بابا نے اندر سے دروازے کی چٹخنی لگادی۔لڑکی سے کہا برقعہ اور کپڑے اتار دو، کپڑے اتارنے پر لڑکی ہچکچائی، بابا نے خوف زدہ کیا، مجبوراً کپڑے اتار دیے، چند لمحے بعد عورت کو فرار کا موقع مل گیا کپڑے پہن کر بھاگ گئی، راستے میں تھانیدار ملا جو اسے اچھرہ تھانے لے گیا اور لڑکی کے بیان پر بنگالی بابا گرفتار ہوئے۔ایک ثقہ مولوی صاحب نے قصہ سنایا، ایک بنگالی اپنے پیر سے بدظن ہوکر کہنے لگا کہ پیر صاحب کہتے ہیں کہ اپنی بیوی میرے پاس لاؤ، میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔بنگالی مرید نے پوچھا، کیوں! تو پیر صاحب کہنے لگے میں جب اس کو دیکھ کر پہچان لوں تو قیامت کے دن اس کی سفارش کرسکوں گا، اگر میں نے اس کو نہ دیکھا ہو تو قیامت کے دن اس کی سفارش کیسے کروں گا، لیکن اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ بنگالی مرید نے انسان نمادرندہ پیر کو خیر باد کہہ دیا۔پشاور نوتھیہ بازار میں سندھی بابا ہوتے تھے، میں نے ان کو دیکھا تھا خوب ہٹا کٹا تھا، آگے پیچھے شرم گاہ پر کپڑا لپیٹا ہوتا تھا باقی بالکل ننگا ہوتا، اس کے اردگرد ہمیشہ چرسیوں کا ایک حلقہ ہوتا تھا، ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی، لوگ اس کے مرید تھے، بعض کم فہم لوگوں سے سنا تھا کہ نوتھیہ بازار اس نے تھام رکھا ہے۔گویا پوری دنیا کا قیوم اللہ ہے اور نوتھیہ کا قیوم سندھی بابا، (العیاذ باللہ) لوگ اس کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ایک صاحب نے مجھ سے کہا اس کی کرامت یہ ہے کہ گندے نالے کا پانی پی جاتا ہے میں نے کہا کہ یہ پانی تو کتا بھی پیتا ہے پھر کتا بھی باکرامت ہوا۔سندھی بابا اب مر چکا ہے اس کی قبر مجھے معلوم نہیں ممکن ہے کم فہم، جاہل اور بے خبر لوگوں کے لیے مزار بن چکا ہو۔

لوگوں کی بھی عجیب حالت ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے قطعی اور یقینی وعدہ پر یقین نہیں اور جاہل اور جعلی پیروں کے پرفریب، جھوٹے دعوؤں اور وعدوں پر یقین کرکے ان کے بتائے ہوئے من گھڑت، غلط اور خلاف شرع امور پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول کی صحیح اطاعت سے دین و دنیا کے مسائل حل ہوتے ہیں۔

حکومت کی ذمہ داری: ہمارے ملک میں جاہل اور جعلی پیروں اور تعویذ فروشوں کے مشہور اڈے ہیں، عوام وخواص اور حکومتی اہل کاروں کو بھی معلوم ہیں۔گورنمنٹ کو چاہیے کہ ان دنیا پرست، عیش پرست اور بے رحم انسان نما، حریص درندوں سے ملک وقوم کو نجات دلائے۔

مولانا عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

تقویم اسلامی اور ماہ صفر کی نحوست کا غلط عقیدہ

(قرآن پاک، روایات اور اکابرین کے ارشادات کی روشنی میں)

اسلامی (قمری) سال کے بارہ مہینے ہیں ان مہینوں کا تعلق چاند کی گردش کے ساتھ ہے۔ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ (یونس ۴) ترجمہ: ''اللہ وہ ہے جس نے سورج کو ضیاء اور چاند کو نور بنایا اور ان میں ہر ایک کے لئے منزلیں مقرر فرمادیں تاکہ تم سالوں تک ان کا حساب وشمار معلوم کرسکو۔'' احکام شرعیہ (روزہ، حج، زکوۃ، عدت وغیرہ) میں قمری مہینوں کا اعتبار ہوتا ہے۔ آج ہماری حالت یہ ہے کہ انگریزی تاریخ ہمیں خوب یاد رہتی ہے مگر اسلامی تاریخ کا ہمیں کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کون سی تاریخ ہے اور کونسا مہینہ ہے؟ یہ اسلامی تقویم کی ناقدری ہے۔

سن ہجری کا آغاز: سن ہجری کا آغاز اس طرح ہوا کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ۲۱ھ کو ایک دستاویز پیش ہوئی جس پر صرف شعبان لکھا تھا، حضرت عمرؓ نے استفسار فرمایا کہ کس طرح معلوم ہوگا کہ یہ اس سال کا شعبان ہے یا گزشتہ سال کا؟ جس پر مجلس شوریٰ منعقد کی گئی جس میں تمام بڑے بڑے صحابہ بھی شریک تھے اور آخر یہ طے پایا کہ اس معمہ کے حل کیلئے اسلامی سن کی ابتداء کی جائے پھر اس پر غور وحوض ہوا کہ اس کی ابتداء کب سے قرار دی جائے؟ حضرت علیؓ کے مشورے سے ہجرت نبویؐ سے اس کا آغاز کیا گیا۔ ہجرت نبویؐ اگرچہ ربیع الاول میں ہوئی لیکن اس سے دو مہینے آٹھ دن پیچھے ہٹ کر سال کا آغاز کیا گیا۔ (ملخص الفاروق: علامہ شبلی نعمانیؒ)

اسلامی تاریخ کی ترویج لازمی: حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اپنی مایہ ناز تفسیر ''معارف القرآن'' میں اسلامی تاریخ کے متعلق رقمطراز ہیں۔ ''تاریخ وسال کا حساب چاند وسورج دونوں سے جائز ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کے لئے چاند کے حساب کو پسند فرمایا اور احکام شرعیہ اس پر دائر فرمائے۔ اس لئے قمری حساب کا محفوظ رکھنا فرض کفایہ ہے۔ اگر ساری امت قمری حساب ترک کرکے اس کو بھلادے تو سب گناہگار ہوں گے۔ اور اگر وہ محفوظ رہے تو دوسرے حساب کا استعمال بھی جائز ہے۔ لیکن سنت اللہ اور سنت سلف کے خلاف ضرور ہے۔ اس لئے اس کو بلاضرورت اختیار کرنا اچھا نہیں۔'' (ج ۴، ص ۳۷۳، سورۃ التوبہ آیت ۳۷۔۳۶)

اس عبارت کی روشنی میں ہمیں چاہیے کہ اسلامی تاریخ کے استعمال کو رواج دیں۔ اپنے گھروں میں اسلامی

کیلنڈر لگائیں، اپنی گھڑیوں، کمپیوٹروں اور موبائلوں پر اسلامی تاریخ کو نمایاں کریں۔

کرو رائج جہاں میں دوستو اب تم سن ہجری ... نہ لکھنا بھول کر بھی اب کہیں تاریخ انگریزی

انتہائی افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ ہماری نئی نسل کے اکثر نوجوان ایسے ہیں جنہیں اسلامی مہینوں کے نام تک یاد نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوتاہی کو معاف فرمائے۔ امین۔

اسلامی قمری سال کے مہینوں کے نام یہ ہیں: محرم الحرام، صفر المظفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب المرجب، شعبان المعظم، رمضان المبارک، شوال المکرم، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔

ان مہینوں میں چار مہینے معزز اور محترم ہیں۔ اس بات کا اظہار قرآن مجید میں اس طرح سے کیا گیا ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ. (سورة التوبه. ۳۶) ''بیشک مہینوں کی تعداد تو اللہ کے نزدیک بارہ ہی ہیں۔ اسی دن سے جب سے اللہ نے زمین و آسمان بنائے۔ ان میں سے چار مہینے خصوصاً عظمت والے ہیں۔ یہ دین ہے مضبوط۔ پس ظلم نہ کرو اپنی جانوں پر ان مہینوں میں اور سب کے سب مشرکین سے لڑو، جیسا کہ وہ تم سے مل کر لڑتے ہیں۔ جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے۔''

عظمت والے چار مہینے: ان بارہ مہینوں میں جو چار حرمت والے ہیں اس کی تشریح و توضیح نبی کریم صادق مصدوق ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ یوم النحر میں اس طرح فرمائی کہ تین مہینے مسلسل ہیں۔ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور چوتھا رجب کا مہینہ ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ (مسند احمد)

اسی عظمت و حرمت کی بنیاد پر عرب قبل از اسلام جاہلیت کے دور میں ان مہینوں میں جنگ و جدال سے پرہیز کرتے۔ اسلام میں ان مہینوں کی عظمت و حرمت اور زیادہ ہوگئی۔

مہینوں کے نام کے وجوہ تسمیہ: اسلامی مہینوں کی وجہ تسمیہ کے بارے میں شیخ علم الدین سخاویؒ نے اپنی کتاب ''المشھور فی اسماء الایام والشھور'' میں لکھتے ہیں: کہ محرم کے مہینے کو اس کی تعظیم واحترام کی وجہ سے محرم کہا جاتا ہے۔ صفر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینہ میں عموماً عرب لوگوں کے گھر خالی رہتے۔ حرمت والے مہینے گزر جانے کے بعد عرب لوگ لڑائیوں اور اسفار پر نکل جاتے۔ جب مکان خالی ہو جاتا ہے تو عرب کہتے ہیں کہ صفر المکان . ربیع الاول نام کا سبب یہ ہے کہ اس مہینے میں بہار آنے پر ان عربوں کی اقامت اپنے گھروں میں ہو جاتی، ارتباع اقامت کو کہتے ہیں۔ ربیع الثانی کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔ جمادی الاول جمود سے ہے شاید کہ اس مہینے کا نام جس سال رکھا جارہا تھا اس سال یہ مہینہ انتہائی سردی میں آیا ہو اور سردی کی شدت کی وجہ سے پانی میں جمود پیدا ہوا۔ جمادی الثانی کی وجہ

بھی یہی ہوگی کہ یہ پانی کے جم جانے کا دوسرا مہینہ تھا۔ رجب ترجیب سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی تعظیم ہے چونکہ یہ مہینہ عزت وعظمت والا ہے۔ اسلئے رجب کہا گیا۔ شعبان تشعب سے ہے۔ اس کا معنی جدا جدا ہونا ہے۔ اس مہینے میں چونکہ عرب عادتاً لوٹ مار کیلئے اِدھر اُدھر متفرق ومنتشر ہو جاتے تھے اسلئے یہی نام رکھا گیا۔ رمضان کو رمضان اسلئے کہتے ہیں کہ اس میں اونٹنیوں کے پاؤں بوجہ شدت گرمی جلنے لگتے ہیں۔ رمضت الفصال اس وقت کہتے ہیں کہ جب اونٹنیوں کے بچے سخت پیاسے ہو۔ شوال شلعت الابل سے ہے' یہ مہینہ اونٹوں کی مستیوں کا مہینہ تھا اسلئے یہ نام دیا گیا۔ ذوالقعدہ' قعود سے ہے۔ اس ماہ میں عرب لوگ لڑائی وغیرہ سے برکنار ہو کر بیٹھ جاتے۔ اسلئے ذوالقعدہ کہلایا۔ ذوالحجہ' اس ماہ میں حج ادا کیا جاتا ہے۔ اسلئے ذوالحجہ سے موسوم ہوا (تفسیر ابن کثیر' ج ۲' ص ۵۱۲-۱۳)

ان وجوہ تسمیہ کے علاوہ بھی بعض دیگر وجوہ تسمیہ بیان کئے گئے ہیں جس کیلئے متعلقہ کتابوں کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے۔

صفر کی دوسری وجہ تسمیہ اور نحوست کا غلط نظریہ: صفر جو اسلامی سال کا دوسرا مہینہ ہے' اس کی ایک وجہ تسمیہ تو آپ نے ملاحظہ کی' دوسری وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ صفر بمعنی زردی کے ہے۔ اتفاقاً جب اس مہینے کا نام متعین ہو رہا تھا' اس وقت پت جھڑ کا موسم تھا۔ درختوں کے پتے پیلے تھے اس لئے صفر نام رکھا گیا۔ (غیاث اللغات)

اسلام سے قبل جاہلیت میں غلط نظریات ورسومات کا دور دورہ تھا۔ اسلام نے آکر وحدانیت کا بول بالا کرتے ہوئے ایسی تمام چیزوں کو روند ڈالا۔ اس لئے رسول کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ الا کل شئی من امر الجاھلیة تحت قدمی موضوع "اے لوگوں تم آگاہ رہو کہ جاہلیت کے معاملات میں سے ہر چیز میرے قدموں کے نیچے ہے" (مسلم شریف)

منجملہ دیگر توہمات جاہلیہ کے ایک توہم اور عقیدہ یہ بھی ہے کہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔ آج بھی یہ بات زبان زد عام وخاص ہے کہ بلکہ میں نے بڑے اچھے اچھے دیندار گھرانے کے لوگوں اور بالخصوص عورتوں سے صفر کی نحوست کا سنا ہے۔ گویا کہ بعض عورتوں کا تو یہی مذہب ہے کہ اس مہینہ میں بلائیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں' لوگوں کو نقصانات پہنچتے ہیں اسی وجہ سے اس ماہ میں زیادہ تر لوگ شادی بیاہ اور دیگر پرمسرت تقریبات کے انعقاد سے گریز کرتے ہیں۔

قرآن پاک کی روشنی میں نفع ونقصان کا اختیار: نفع اور نقصان دینے کا اختیار صرف اور صرف رب ذوالجلال کے ہاتھ میں ہے' اس حقیقت کو قرآن پاک نے اس طرح بیان فرمایا: قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (الزمر ۳۸)

اس آیت میں رب تعالیٰ نے چیلنج دیا ہے کہ اگر کسی بھی غیر اللہ کے پاس نفع ونقصان پہنچانے کی قوت ہے تو جس کو اللہ نقصان پہنچانا چاہے وہ اسے اُس نقصان سے محفوظ کر کے دکھائیں۔ یا جسے اللہ اپنی رحمت اور انعام سے فیضیاب

کرنا چاہے وہ اس رحمت کو روک کر دکھائیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَ مَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (فاطر: ۲) اللہ تعالیٰ جن لوگوں پر رحمت نازل فرمائے اُس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جن پر رحمت کو بند کردے اُس کے سوا کوئی جاری کرنے والا نہیں‘ وہی غالب اور حکمت والا ہے۔

ان آیات کریمہ سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آ گئی کہ خیر اور شر کا تعلق کسی ماہ و سال‘ مکان یا کسی شخصیت کے ساتھ وابستہ نہیں۔

صفر نبی کریم ﷺ کے ارشادات کے آئینہ میں: آیئے ہم اس مسئلہ کو سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کے ارشادات کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ: عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی ولا طیرۃ ولا ھامۃ ولا صفر وفرّ من المجذوم کما تفر من الاسد۔

’’حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بیماری کا دوسرے کو لگ جانا‘ بدفالی‘ نحوست اور صفر یہ سب باتیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور مجذوم شخص سے اس طرح بچو جس طرح شیر سے بچتے ہو۔‘‘ اسی طرح امام مسلمؒ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔: عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی ولا ھامۃ ولا نوء ولا صفر ’’حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بیماری کا دوسرے کو لگ جانا‘ اُلو‘ ستارہ اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔‘‘

امام مسلمؒ نے ایک دوسری روایت یوں نقل کی ہے کہ: عن جابرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی ولا غول ولا صفر. حضرت جابرؓ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرض کا لگ جانا اور غول بیابانی (صحرا میں جنات کا بہکانا) اور صفر (کی نحوست) کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ترمذی شریف کی ایک روایت جو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے‘ میں حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے: اس بات کا یقین کرو کہ اگر ساری اُمت جمع ہو کر تمہیں کوئی نفع پہنچانا چاہے تو بجز اللہ تعالیٰ کے تمہیں نہیں پہنچا سکتی۔ مگر وہی جو اللہ نے تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہو۔ اور اسی طرح پوری امت مل کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں لکھ دیا ہو یعنی نفع و نقصان اللہ کے اختیار میں ہے۔

احادیث کے الفاظ کی مختصر تشریح: لا عدوی کا مطلب ہے کہ ایک بیماری کا دوسرے کو لگنا۔ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ جو شخص بیمار کے ساتھ نشست و برخاست اور کھانا پینا کرے تو اسے بھی بیماری لگ جاتی ہے۔ اس جاہلانہ عقیدے کو رسول اللہ ﷺ نے باطل قرار دیا اور فرمایا کہ کوئی بیماری متعدی نہیں۔ ولا طیرۃ: عربوں کی عادت تھی کہ وہ شگون یا فال لیتے تھے کسی کام کے شروع کرنے سے قبل پرندہ اڑاتے تھے‘ اگر وہ داہنی طرف اڑتا تو اسے کامیابی اور خیر تصور

کرتے اور اگر بائیں طرف اڑتا تو اسے نحوست اور شر مراد لیتے۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدشگونی لینا اس کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔ولا ھامة: ھامہ ایک قول کے مطابق الو کو کہتے ہیں۔الو کی نحوست لوگوں میں مشہور ہے۔مشرکوں کا عقیدہ تھا کہ جہاں الو آکر بیٹھے اور بولے تو وہ گھر برباد ہوتا ہے۔شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے اس عقیدے کو بھی باطل قرار دیا۔ولا نوء: نوء کے معنی ہیں چاند کی منزل۔چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں۔اہل عرب کا خیال تھا کہ جب چاند ان میں سے بعض منازل میں داخل ہوتا ہے تو بارش ہوتی ہے۔اس عقیدہ کا ابطال بھی نبی کریم ﷺ نے کر دیا اور فرمایا کہ نزول بارش الٰہی تقدیر سے ہوتی ہے۔ ولا غول: غول جنات اور شیاطین کی ایک خاص قسم ہے جن کے بارے میں عربوں میں مشہور تھا کہ یہ انسان کو صحرا اور ویرانے میں گمراہ کرتے ہیں اور پھر آخرکار مار ڈالتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے اس قسم کی شیطانی گرفت کی نفی فرمادی۔ولا صفر: صفر نہیں ہے اس کا ایک معنی یہ ہے کہ صفر سے مراد وہ مہینہ ہے جو محرم کے بعد آتا ہے۔عوام اس (ماہ کو) کو محل نزول حوادث وآفات وبلیات جانتے ہیں۔اس پر بھی رسول اللہ ﷺ نے تیشہ زنی کی۔اور فرمایا کہ صفر کی نحوست کا عقیدہ غلط ہے۔وقت اور زمانہ فی نفسہ برا نہیں ہوتا۔خیر اور شر انسان کے اپنے عمل میں ہوتا ہے۔ زمانے کو برا بھلا کہنے سے حدیث میں منع وارد ہوئی ہے۔حدیث قدسی ہے۔لاتسبو الدھر فانی انا الدھر زمانے کو برا نہ کہو کیونکہ زمانہ تو میں ہی ہوں۔

<u>''مظفر'' اور ''خیر'' کی صفت ''صفر'' کے ساتھ لگانے کا سبب غلط نظریہ پر رَد:</u> عام طور پر صفر کے ساتھ مظفر یا خیر کا لفظ لگایا جاتا ہے اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ لوگوں کے غلط نظریہ پر رَد ہو کہ یہ مہینہ نحوست کا ہے۔مظفر کے معنی کامیابی وکامرانی والی چیز اور خیر کے معنی نیکی اور بھلائی کے ہیں۔یہ الفاظ لگا کر یہ درس دیا گیا ہے کہ اسے منحوس نہ سمجھا جائے بلکہ کامیابی اور خیر کا مہینہ سمجھا جائے۔

آیئے اب بعض فتاویٰ کی روشنی میں اس غلط عقیدے اور توہم کے بارے میں پڑھتے ہیں۔

<u>کوئی وقت' دن اور مہینہ منحوس نہیں:</u> فتاویٰ رحیمیہ میں ماہ صفر کے نحوست کے حوالہ سے ایک جواب میں یہ حقیقت اس طرح واضح کی گئی کہ ''واقع میں وقت' دن' مہینہ یا تاریخ منحوس نہیں ہوتے۔نحوست بندوں کے اعمال وافعال پر منحصر ہے۔جس وقت کو بندوں نے عبادت میں مشغول رکھا وہ وقت ان کے حق میں مبارک ہوتا ہے اور جس وقت کو گناہ کے کاموں میں صرف کیا وہ ان کیلئے منحوس ہے۔حقیقت میں عبادات مبارک ہیں اور معصیات منحوس ہیں۔اس مہینے میں شادی' منگنی' سفر وغیرہ کے کاموں سے رک جانا گناہ ہے۔'' (کتاب السنۃ والبدعۃ۔ج ۲' ص ۶۷)

<u>من گھڑت مشہور حدیث:</u> صفر کے بارہ میں لوگوں میں یہ حدیث بھی مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ من بشرنی بخروج صفر بشرته بالجنة جو مجھے خوشخبری سنادے کہ ماہ صفر ختم ہوگیا ہے میں اسکو جنت کی خوشخبری دونگا۔اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا کہ ماہ صفر منحوس ہے تب ہی تو آپ ﷺ ماہ صفر کے ختم ہوجانے پر خوشی کا اظہار

فرما رہے ہیں۔ محدثین نے اس حدیث کو موضوعی (من گھڑت) قرار دیا ہے۔ ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں نقل کیا ہے' اگر بالفرض اس حدیث کو صحیح بھی قرار دیا جائے تو بھی اس سے صفر کی نحوست ثابت نہیں ہوتی بلکہ بعض صوفیاء نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا وصال ربیع الاول میں ہونے والا تھا اور آپ ﷺ کو رب ذوالجلال کی ملاقات کا حد درجہ شوق تھا' اس وجہ سے آپ ﷺ صفر کے ختم ہونے اور ربیع الاول کے شروع ہونے کے منتظر تھے یعنی وصال حق سے قربت کے لئے یہ ارشاد فرمایا واللہ اعلم

آخری بدھ کو بطور عید منانا شیوہ یہود ہے: ایک رسم ماہ صفر کے حوالے سے یہ بھی ہے کہ اس ماہ کے آخری بدھ کو لوگ بطور خوشی اور عید کے مناتے ہیں۔ لوگ کام کاج چھوڑ کر سیر و تفریح پر نکلتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اس دن نبی کریم ﷺ نے غسل صحت فرمایا تھا۔ یہ بات بھی بالکل غلط ہے اس لئے کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو نبی کریم ﷺ کے مرض وفات کی ابتدا ہوئی تھی۔ یعنی بات الٹی ہے کہ اس دن بیماری ختم نہیں بلکہ شروع ہوئی تھی۔ تو اب سوال یہ ہے کہ مرض وفات پر خوشی منانا کیسی؟ درحقیقت یہ دن بطور خوشی و سیر تفریح کے منانا یہودیوں اور مجوسیوں کی رسم ہے۔ یہود کا نبی کریم ﷺ کی شدت مرض سے خوش ہونا بالکل ظاہر ہے۔ اور یہ ان کی عداوت و شقاوت کا عین تقاضا بھی ہے۔ لہٰذا یہود کی خوشی کا دن تو یہ ہو سکتا ہے مسلمانوں کا ہرگز نہیں۔ (اسلامی مہینوں کے فضائل و احکام مؤلفہ مولانا روح اللہ نقشبندی)

ہمارے اکابرین میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہیؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس پر رُد کیا ہے اور فرماتے ہیں:

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ اس دن رسول اللہ ﷺ کو شدت مرض واقع ہوئی تھی۔ تو یہودیوں نے خوشی کی تھی وہ جاہل ہندوؤں میں بھی رائج ہوگئی۔ (ہندوؤں سے مسلمانوں میں بھی پھیل گئی)

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵)

کسی شاعر نے بھی کیا خوب رَد کیا ہے۔ آخری چہار شنبہ ماہ صفر ہست چوشنبہ ہائے دیگرا

نہ حدیث شدہ درآوارد نہ درو عید کرد پیغمبر

صفر کے مہینے کا آخری بدھ بھی دیگر ایام کی طرح ہے اس سلسلہ میں نہ کوئی حدیث بیان ہوئی ہے اور نہ نبی کریم ﷺ نے اس میں عید (خوشی) منائی ہے۔

فتاویٰ حقانیہ کے آئینے میں چُوری' مٹھائی' حلوہ' چنے وغیرہ کی تقسیم کی شرعی حیثیت: ہمارے ہاں بعض لوگ صفر کے آخری بدھ کو میٹھی چیز شربت' چنے' اور چُوری بنا کر تقسیم کرتے ہیں۔ یہ سب کام بھی بے اصل اور بے دلیل ہیں۔ اسے عبادت سمجھ کر کرنے والا بے راہ روی کا شکار ہے۔ مادر علمی دارالعلوم حقانیہ کے ''فتاویٰ حقانیہ'' میں صفر کی نحوست اور چوری کی رسم کی شرعی حیثیت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ: ''یہ سب خرافات اور جاہلیت کی باتیں ہیں' اس ماہ مبارک میں آسمان سے کوئی بلا نازل نہیں ہوتی اور یہ مٹھائی اور چوری وغیرہ کی تقسیم کا اہتمام و التزام کرنا بدعت ہے۔'' (ج ۲' ص ۴۶)

جناب ابرار خٹک *

بزمِ "مشاہیر" کی چند ساعتیں

بارہا یہ اتفاق ہوا کہ گاڑی میں بیٹھا کسی گہری سوچ یا دائیں بائیں دیکھنے میں مشغول رہتا ہوں اور دفعتاً میری قریبی یا اگلی پچھلی نشست سے، سر پر پگڑی یا ٹوپی رکھے کوئی باریش سواری تعظیماً اٹھ جاتی ہے، سینے پر ہاتھ رکھتی ہے اور چند لمحے بعد بیٹھ جاتی ہے۔ حیران رہ جاتا ہوں یا الٰہی! یہ بندہ کیونکر کیسے کھڑا ہوا؟ تاہم ان کی آنکھوں، وفور جذبات، چہرے کے تاثرات اور جسمانی رخ کو تصور میں لاتا اور بیرونی منظر پر نگاہ ڈالا لیتا ہوں تو سامنے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی روح پرور، پرشکوہ عمارت نظر آجاتی ہے اور یوں تمام سوالات کا جواب یکسر مل جاتا ہے، یہ تعظیم و تکریم محض دیواروں، گنبدوں اور دروازوں کا نہیں ہوتا بلکہ تدریس سے وابستہ ان درویشان خدامست، فقیر منش اساتذہ و وارثان اسلاف منبر و محراب کا پرتو بھی لئے ہوتا ہے، جو قرآن و حدیث کی لازوال آفاقی قدروں کو الواح قلوب پر نقش اور پوری انسانیت کو بالواسطہ سیراب کرتے ہیں۔ اس مقام فیض، کوئے داستاں کے قریب علماء فضلائے حقانیہ اور علوم نبوت کی مذکورہ بالا کیفیات دیکھتا ہوں تو بے ساختہ مولانا رومؒ یاد آنے لگتے ہیں جو اپنے پیر و مرشد علامہ شمس التبریزؒ سے گزرے تو زبان سے بے ساختہ یہ شعر نکلا۔

سار بانا! بار بکشناز اشتراق شہرِ تبریز است و کوئے دلستان

اس مقام علم و فیض سے اپنی محبت بچپن سے ہے۔ بارہا وفور شوق کے ہاتھوں مغلوب ہو کر اس کی تدریسی فضاؤں، در و دیوار ہائے امن و سکون کی راہداریوں میں نکل جاتا ہوں جس سے یک گونہ تسکین روحانی و سرور قلب مل جاتا ہے، اور ہر بار قلب و تن کو جذبات کے نئے جزائر میں اترتا ہوا محسوس کرتا ہوں۔ بعد از عصر کئی مرتبہ اس سرچشمہ علم و فیض کے بالمقابل ریل پٹڑی، پل یا کسی اور اونچے مقام ہے، اس روح پرور نظر سے لطف اندوز ہوتا رہا ہوں جب متعلقین حقانیہ کتب خانوں یا اشیائے ضروریہ کے لئے بازار کا رُخ کرتے ہیں، سر پر پگڑی/ٹوپی، ہاتھ میں تسبیح، ہر راہرو کے لئے سینے پر دایاں ہاتھ رکھ کر سلام اور دعائیہ کلمات، خیر مقدمی جذبات کا تبادلہ، صبر و استقامت، عاجزی سے آراستہ چال، سارا منظر سکون و اطمینان، ٹھہراؤ اور امن و سلامتی کی گواہی دیتا ہے۔ ع ایسا سکوت جس پر تقریر بھی فدا ہو

---

* ریسرچ اسکالر (پی ایچ ڈی اردو)۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، نوشہرہ

مجھے کسی سکول و کالج' یونیورسٹی کے طالب علموں کی ایسی وضع داری اور اخلاقیات دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ احترام انسانیت کے عملی اسباق کا مطالعہ کرنا ہو تو یہ منظر آپ کی سوچ و فکر کی نئی حد بندیاں کر دے گا۔ درس و تدریس سے وابستہ اہل مشرق و مغرب' ماہرین تعلیم' علمبرداران جدت و تکنیک' اہلیان علم و دانش کیلئے یہ منظر اپنے اندر فکر و تدبر کے ہزار سامان رکھتا ہے' تعلیم کا مقصد اگر تہذیب نفس ہے اور یقیناً ہے تو پھر ڈگریوں کے باوجود تہذیب اخلاق کا عام فقدان کیوں؟

ے پروانہ اک پتنگا' جگنو بھی اک پتنگا وہ روشنی کا طالب یہ روشنی سراپا

۱۴ رنومبر ۲۰۱۱ء ' جامعہ تحسین القرآن حکیم آباد' نوشہرہ میں مفتی تقی عثمانی صاحب کی آمد کی اطلاع ملی' ایک نظر اس ممدوح خلائق کو دیکھنے کے لئے روانہ ہوا مگر وائے حسرتا!! پہنچتے ہی معلوم ہوا کہ موصوف اپنا بیان ختم کر کے تشریف لے جا چکے ہیں۔ دل کی کیفیت دیدنی تھی.........بار بار پشتو کا یہ ٹپہ یاد آتا رہا

سوك حه دَ بار كلي ته لاڑشي حه يے ديد نه تري رازي نوورك دشينه

(گم ہو جائے وہ شخص جو محبوب کے گاؤں چلا جائے اور اس کا دیدار نہ کر سکے)

گھر پہنچا تو برادرم راشد الحق کا محبت نامہ ملا' ''مشاہیر'' کی تقریب رونمائی میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ مفتی صاحب ممدوح مہمان خاص تھے' دل باغ باغ ہوا' اللہ نے ہجر کو وصل میں تبدیل کر دیا' دل سے دعائیں نکلیں۔

ے داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار گل چیں بہار تو ز داماں گلہ دارد

مفتی صاحب کے ساتھ ساتھ منار ہائے علم و نور سے ملاقاتیں نصیب ہوئیں۔ مولانا سمیع الحق صاحب اور مولانا ابراہیم فانی صاحب کی خصوصی قربت ملی' صحبت با اولیا کی دیرینہ آرزو بر آئی۔ جامعہ ابو ہریرہؓ کے مہتمم و صاحب طرز خطیب مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے تقریب کی نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ موقع و محل' شخصیت و آداب کے لئے ان کے انتخاب الفاظ و طرز ادا نے مجلس کو زندہ رکھا۔ مولانا انوار الحق صاحب نے خطبہ استقبالیہ میں مہمان و حاضرین محفل کا شکریہ ادا کیا' انہوں نے مفتی تقی عثمانی صاحب کو مختصر جسم میں علم و عرفاں سے بھر پور رگ و ریشے کا انسان قرار دیا۔ مولانا رشید احمد حقانی صاحب نے تاریخی روایات کی تجدید کرتے ہوئے عربی قصیدے سے ان کا خیر مقدم کیا۔ مولانا قاری عبداللہ صاحب نے ''مشاہیر'' کے پس منظر کو رقت و جذبات کا مرقع بنا دیا۔ انہوں نے مفتی فرید صاحبؒ کا ذکر حسرت آمیز الفاظ میں کیا اور پورے مجمع پر سکتہ طاری کر دیا۔ ''مشاہیر'' کی کہانی مفتی فرید صاحب کی رحلت اور مشاہیر سے ان کا قلبی تعلق وانتظار' مولانا موصوف نے یہ روداد آنکھوں' رخسار اور جسم کی زبان سے ادا کی۔ گویا الفاظ کو اظہار کا اور احاطہ بیان کا یارا نہ تھا...... ڈاکٹر دوست محمد صاحب نے جامعہ حقانیہ اور مولانا عبدالحق صاحبؒ سے اپنے قلبی تعلق کا ذکر محبت آمیز الفاظ میں کیا۔ اور جامعہ حقانیہ کو دیوبند اور اندلس و غرناطہ جیسی اسلامی درسگاہوں کا تسلسل قرار دیا۔ مولانا

سمیع الحق صاحب نے مشاہیر کا پس منظر' مفتی تقی عثمانی صاحب سے دیرینہ تعلقات کو مختصر الفاظ میں سمونے کی کوشش کی "مشاہیر" کی طبع شدہ پانچ جلدوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے انہوں نے چھٹی اور ساتویں جلد کو تاریخی خصوصاً 'افغانستان اور تحریک طالبان" کے حوالے سے انتہائی اہم قرار دیا۔ ۱۰ جلدوں پر مبنی مشاہیر کی اشاعت یقیناً اس خطے ں نہیں بلکہ عالمی سطح پر عظیم علمی وادبی کارنامہ ہوگا۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے دارالعلوم حقانیہ اور مولانا عبدالحق صاحب سے اپنی والہانہ محبت کا ذکر دلنشین الفاظ میں کیا۔ ان کی گفتگو 'لب ولہجہ' انتخاب نے پورے مجمع کو تادم آخر گرفت میں لئے رکھا۔ طالبان حقانیہ کو نصیحت کرتے ہوئے انہوں نے "احساس طلب" پر بہت زور دیا۔ انہوں نے علم کی پیاس "تشنگی" کو حصول علم کا بنیادی ذریعہ قرار دیا۔ مولانا رومؒ کے فارسی شعر کو اردو کے قالب میں ڈھال کر انہوں نے "ابلاغ" کی انتہا کردی۔

تشنگی کی آگ سینے میں لگا کر دیکھئے خشک پتھر کی رگوں میں منتظر سیرابیاں

(تقریب کی تفصیلی روداد "الحق" کے سابقہ شمارے میں شائع ہوچکی ہے لہٰذا اعادہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا)

مشاہیر کی یہ مجلس کتاب وشخصیات دونوں پر صادق آئی۔ برادرم راشد الحق نے "مشاہیر" کا ایک سیٹ عنایت کیا تو بے صبری سے مطالعہ میں مشغول ہوا۔ پانچ جلدیں طبع ہوچکی ہیں اور مزید پانچ کا انتظار ہے۔ تقریباً 50 ہزار خطوط' جسے بلاشبہ اردو زبان وادب کے حوالے سے پاکستان وہندوستان کی تاریخ خطوط نویسی میں سب سے بڑا ذخیرہ کہا جاسکتا ہے ہیں کو منفرد مقام ملنے والا ہے' یہ مکاتیب دین' تہذیب وتمدن' تعلیم وتربیت' سیاست' معاشرت' اقتصادیات' ادبیات (عربی' فارسی' اردو' پشتو' انگریزی) غرض تمام شعبہ ہائے حیات کا احاطہ کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ روشن قندیلیں ہیں جو شب سیاہ میں رہنمائی' کامیابی کے رستے دکھاتی اور تحقیق کے نئے در وا کرتی ہیں۔

علماء دیوبند ودیگر اقطاع برصغیر پاک وہند وعرب وعجم' مشائخ عظام' اہل علم ودانش' قائدین تحریک ہائے دین وسیاست' سیاسی زعماء' ادباء' شعراء' اہل فکر' سلاطین عظام' غرض زندگی کے ہر شعبے سے وابستہ شخصیات کے یہ خطوط دراصل تاریخی دستاویزات ہیں' جس میں دارالعلوم حقانیہ' مولانا عبدالحقؒ' ان کے متعلقین اور سب سے بڑھ کر علوم نبوت' دین اسلام' پاکستان وعالم اسلام سے غیر معمولی عقیدت ومحبت کے بے لوث نمونے ملتے ہیں۔ یہ خطوط دارالعلوم حقانیہ کی بتدریج ترقی' پاکستان' عالم اسلام میں دینی' فقہی' سیاسی' معاشی ومعاشرتی مسائل کے اتار چڑھاؤ' تعمیری تنقید وتحقیق کی بہترین مثالیں فراہم کرتے ہیں۔ ہر خط اپنے اندر ہمہ جہت پہلو رکھتا ہے' اور قاری کو ماضی وحال کی مختلف کیفیات پر ... سامان مہیا کرتا ہے' جس سے مستقبل کی نئی حد بندیاں بھی جنم لیتی ہیں۔ مشاہیر ایک آئینہ ہے جس میں ہر ... آپ کو نظر آئے گا۔ سلاطین عظام سے لے کر سادہ ومخلص بندگان خدا تک علوم نبوت کی فکر اور علمائے ... رہے۔ اسلامی تہذیب وتمدن' ثقافت وروایات کے تحفظ کے لئے ان عظیم ہستیوں نے

کیسی کیسی قربانیاں پیش کیں، تن من دھن کو کیسے وقف کیا' درویشانِ خدامست نے علوم نبوت کے لئے انہی خدمات کی ناگفتہ بہ حالات میں دارالعلوم کے لئے پیش کیں۔ یہ خطوط دارالعلوم حقانیہ اوران کے وابستگان ہی کی نہیں بلکہ اس خطے کے دینی' فقہی' نظریاتی' سیاسی' سماجی' اقتصادی مسائل کی ایک حیرت انگیز تاریخ ہے۔ آج دارالعلوم حقانیہ کو جو مقام ملا ہے اور اقوام عالم میں اس کا جو غلغلہ ہے ان خطوط سے یہ باب کھلے گا کہ اس کی بنیادوں کو کس نے اپنے جذبوں' لگن' اخلاص' محبت' اعانات وصدقات سے سیراب کیا۔ فکر انگیز تراشے پیش منظر کا پس منظر بیان کرتے نظر آتے ہیں۔

میری تمام سرگزشت' کھوئے ہوؤں کی جستجو — میں کہ میری غزل میں ہے آتشِ رفتہ کا سراغ

شاید ہی دنیا کی کسی یونیورسٹی' ادارہ علم وعمل کو تاریخ میں ایسے مخلصین ملے ہوں' جس قسم کے دارالعلوم دیوبند' دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک و دیگر دینی مدارس کے حصے میں آئے' ایک لمبی فہرست وقطار ہے' جوان درودیواروں میں مقید یا باہر رہ کر قرآن وحدیث کی ترویج اشاعت کو ہر حال میں قائم رکھنا چاہتی ہے' ان روحانی وقلبی کیفیات کو احاطہ تحریر میں لانا ممکن ہی نہیں کہ خود قلم وقرطاس کو اظہار جذبات کا یارا نہیں اوران شاء اللہ یہ سلسلہ یونہی جاری وساری رہے گا۔

گماں مبر کہ بہ پایاں رسید کارِ مغاں — ہزار بادۂ ناخوردہ در رگ تاک است

تقریب کی اختتامی دعا' اخلاص' عاجزی' ندامت آہ وزاری کا پرتو لئے ہوئی تھی۔ شیخ الحدیث علامہ ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب نے رگ وریشہ ہائے بدن' قلب وروح' بصیرت وبصارت یکجا کر کے پورے مجمع کو ہم آواز' ہم زبان' اور ہم کیفیت بنادیا۔ بے ساختہ آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں رواں ہوئیں۔ لبوں پر ارحم الراحمین کا جلال وجمال ا رحمت اللعالمین کا درود وسلام تھا' قلوب وابصار مانند کتاب کھل گئے تھے' ایسے میں بھی اللہ کی رحمتیں جوش میں نہ آئیں تو پھر کب؟؟؟

ان شاء اللہ' ان شاء اللہ اس مملکت خداداد' عالم اسلام' اور عالم انسانیت پر اللہ کی رحمتوں کے دروازے ان درویشانِ خدامست ومخلصین علوم نبوت کے طفیل کھلیں گے اور پرامن دینی انقلاب کا سورج ان سرچشمہ ہائے علوم و اعمال (چند مدارس) کے بطن سے پھوٹے گا۔

جہانِ آب وگل سے عالمِ جاوید کی خاطر — نبوت ساتھ جس کو لے گئی وہ ارمغاں تو ہے
یہ نکتہ سرگزشت ملت بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوام زمین ایشا' کا پاسباں تو ہے (اقبال)

اب قارئین ماہنامہ "الحق" فیس بک پر بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں
Facebook\Alhaq Akora Khattak

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

غیر ملکی تبلیغی جماعتوں کی دارالعلوم آمد:

ستمبر ۲۰۱۱ اور بعد میں غیر ملکی تبلیغی جماعتیں مثلاً سوڈان، ایتھوپیا اور الجزائر سے مختلف وفود نے دارالعلوم میں آ کر مختصر قیام کیا اور طلباء اور اساتذہ کرام سے مل کر ملاقاتیں کیں اور دارالعلوم کے شعبہ جات کا معائنہ کیا۔ ان میں الجزائر کے علماء نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے حدیث کی اجازت بھی حاصل کی۔ مہمانوں کی ضیافت تبلیغی جماعت کے دارالعلوم میں امیر مولانا حافظ شوکت علی مدظلہ اور جماعت کے لوگوں نے کی۔ اسی طرح ایران کے نامور عالم دین مولانا شہاب الدین مشہدی بھی ۹ دسمبر ۲۰۱۱ کو تشریف لائے۔ اور یہاں پر اساتذہ کرام اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے تفصیلی ملاقات کی۔

چینی سفارتکار کی دارالعلوم آمد: ۱۱ دسمبر ۲۰۱۱ء کو پاکستان کے قدیم اور مخلص دوست چین کے سفارتخانے کے اعلیٰ افسر ڈونگ لیجن۔ ڈپٹی ہیڈ آف کونسلر انیمر زسیکشن چائنا ایمبیسی دارالعلوم تشریف لائے اور دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا تفصیلی دورہ کیا۔ ان کے ہمراہ سینیٹر طلحہ محمود صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ بعد میں ظہرانے کے موقع پر مہمانوں نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے تفصیلی ملکی اور بین الاقوامی حالات پر سیر حاصل گفتگو کی۔

ایرانی کونسل جنرل کی دارالعلوم آمد ۱۴ دسمبر ۲۰۱۱ء کو پشاور میں قائم ایرانی قونصلیٹ کے نئے کونسل جنرل حسن درویش وند صاحب اور ڈائریکٹر آغا ذاکری صاحب دیگر رفقاء سمیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ اور یہاں دفتر اہتمام میں مختلف حالات پر مولانا مدظلہ سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔

سویڈن کے اعلیٰ سطحی وفد کی دارالعلوم آمد: ۱۴ رجنوری بروز ہفتہ کو دارالعلوم حقانیہ میں سویڈن کے وزارت خارجہ کے اعلیٰ عہدیدار یعنی برائے افغانستان و پاکستان کے سفیر نکلس ٹریو اور اسلام آباد میں سویڈن ایمبیسی کے اہم سفارتی عہدیداروں سمیت دارالعلوم کا وزٹ کرنے کیلئے تشریف لائے۔ وفد نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ کیا اور خصوصاً شعبہ حفظ اور حقانیہ ہائی سکول کے شعبوں میں اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ اور یہاں کے معیاری نصاب تعلیم کی بے حد تعریف کی۔ مولانا حامد الحق حقانی اور مدیر الحق نے اس موقع پر ان کی رہنمائی کی۔ بعد میں مولانا مدظلہ کی عدم موجودگی میں مدیر الحق مولانا راشد الحق سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ پھر دوسرے دن وفد خصوصی طور پر اسلام آباد میں حضرت

مولانا مدظلہ کے لئے اسلام آباد تشریف لے گیا اور وہیں اُن سے تفصیلی دو گھنٹے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا۔

جمعیۃ علماء پاکستان کے وفد کی دار العلوم آمد: ۱۵ دسمبر ۲۰۱۱ء کو جمعیۃ علماء پاکستان کے وفد جس میں مولانا ابوالخیر زبیر حیدرآباد، مولانا اویس نورانی ابن مولانا شاہ احمد نورانی۔ قاری زوار بہادر وغیرہ دار العلوم تشریف لائے۔ اور انہوں نے ایوان شریعت میں حضرت مولانا مدظلہ کے درس حدیث کے بعد طلباء سے مختصر تقاریر بھی فرمائیں۔

جامعہ فاروقیہ کے طلباء پر تشدد کی مذمت: گزشتہ دنوں وفاق المدارس العربیہ کے صدر، نامور معروف عالم دین بزرگ رہنما شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ کے جامعہ فاروقیہ کے طالب علموں پر ایک فرقے کے غنڈوں نے بے وجہ حملہ کیا اور کئی طلباء کو تشدد کے ذریعے زخمی کیا اور ایک بے گناہ معصوم طالب علم کو شہید بھی کردیا گیا۔ ان غنڈوں اور قاتلوں کو پولیس اور حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ جامعہ دار العلوم حقانیہ اس جارحانہ عمل کی بھرپور مذمت اور قاتلوں کو فی الفور گرفتاری کا مطالبہ کرتی ہے اور اس افسوسناک واقعے پر وفاق المدارس اور جامعہ فاروقیہ کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کرتی ہے۔

دار العلوم کے رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی سیف اللہ صاحب کی علالت: دار العلوم کے رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی سیف اللہ صاحب گزشتہ دنوں اچانک علیل ہوگئے۔ اور انہیں فوری طور پر پشاور کے LHR میں داخل کیا گیا ان پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ ہسپتال میں کچھ دن رہنے کے بعد حضرت مفتی صاحب کی حالت اب پہلے سے کافی بہتر ہے اور ان دنوں گھر پر صاحب فراش ہیں۔ قارئین الحق فضلاء حقانیہ سے ان کی صحت یابی کے لئے دعاؤں کی اپیل ہے۔

دار العلوم کے ایک قدیم اور مخلص مہربان جناب واہ واہ خان آف تنگی کی وفات: دار العلوم کے قدیم اور مخلص مہربان جناب واہ واہ خان آف تنگی گزشتہ دنوں طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ مرحوم صوبہ خیبر پختونخوا کی معروف سماجی و فلاحی متمول شخصیت تھے۔ اور اپنے ایک فرزند کو دار العلوم حقانیہ اور شرعی علوم وفنون کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ ان کے بیٹے مولانا دلاور خان دار العلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل عالم دین اور سابقہ ناظم لائبریری رہے ہیں۔ جناب دلاور خان صاحب کافی عرصے سے تبلیغی جماعت کے ساتھ والد مرحوم کے ساتھ وابستہ ہیں۔ دار العلوم میں جناب واہ واہ خان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی

دار العلوم کے مخلص ساتھی جناب حاجی دلاور خان صاحب کو صدمہ: دار العلوم کے ایک اور قدیم مخلص مہربان، رکن مجلس شوریٰ جناب حاجی دلاور خان صاحب کے جوانسال فرزند اور جناب طارق خان خٹک کے چھوٹے بھائی جناب فہیم خٹک گزشتہ دنوں ہارٹ اٹیک کے باعث انتقال کرگئے۔ مرحوم جوانسال تھے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھایا۔ حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ بھی اس موقع پر موجود تھے۔ ادارہ ان تمام پسماندگان کے ساتھ دلی تعزیت کرتا ہے

ادارہ

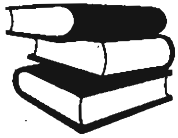

تعارف وتبصرہ کتب

نام کتاب: مجالس غورغشتوی مؤلف کتاب: مفتی محمد قاسم بجلی گھر

صفحات: 270

گورنر ہاؤس کے قریب کمشنر روڈ پر پشاور کینٹ میں ریلوے کواٹرز اور چند بنگلے ہیں، یہاں ہماری رہائش تھی۔ اس علاقہ کی چاردیواری پر بچپن میں دیوار پر ایک جملہ لکھا ہوا تھا"مولانا محمد امیر بجلی گھر امیدوار قومی اسمبلی حلقہ NA-1"۔ جب شعور کا زمانہ آیا تو پتہ چلا کہ آپ تو پشتو زبان کے ایک عظیم مقرر اور خطیب ہیں، رفتہ رفتہ کبھی کبھار بھانہ ماڑی میں آپ کی جمعہ کی تقریر سننے کے لیے جایا کرتا تھا۔ یہاں آپ ایک چھوٹی سی مسجد میں جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے۔ آپ کی تقریر میں انتہائی مٹھاس اور چاشنی ہوتی تھی۔ خاص کر جب پشتو زبان کے عظیم صوفی شاعر"حضرت عبدالرحمان بابا" کے اشعار پڑھتے تو سامعین کے کانوں میں رس گھول دیتے۔ آپ صوبہ خیبر پختون خواہ کے عوام وخواص کے حلقہ میں تقریر کے حوالہ سے بہت مقبول ہیں۔ میرے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ آپ کے پاس اپنے وقت کے عظیم محدث استاذ المحدثین حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وروحانی اور روح پرور امانتیں ملفوظات کی شکل میں موجود ہیں۔ مولانا محمد امیر بجلی گھر کا حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ 1954ء سے 1968ء (تاریخ وفات حضرت غورغشتوی) تک تعلق رہا۔ آپ نے حضرت الشیخ کی مجالس میں صرف شرکت نہیں کی، صرف صحبت کا فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ ان کی قیمتی، علمی اور روح پرور اقوال کو بھی محفوظ کیا۔ میں تو یہ کتاب دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ نے ایک ایسے علاقہ اور زمانہ میں یہ علمی وروحانی مواد ضبط اور محفوظ کیا ہے جہاں لکھنے کا رواج بالکل نہ ہونے کے برابر تھا۔ آپ نے آئندہ زمانے میں اس کتاب کے ہر قاری کو حضرت غورغشتویؒ کی مجلس اور صحبت میں بٹھادیا۔

حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ اپنے زمانہ کی خواص میں محبوب اور مسلم الثبوت شخصیت ہیں۔ اس کتاب کے لیے آپ کا نام ہی کافی ہے۔ ہر مجلس میں علمی نکات اور تصوف وسلوک کے رموز ہیں۔ مجلس کے موضوع کا ذکر نہیں البتہ بعض مجالس کے ذیلی عنوانات مذکور ہیں۔ کتاب کی ہر مجلس یقیناً بے مثال ہے۔ ہر مجلس پر تبصرہ مشکل ہے لیکن صرف گیارہویں مجلس کا تھوڑا سا ذکر کرتا ہوں۔ اس مجلس کا تعلق حیات النبی ﷺ کے ساتھ ہے۔ بڑی قیمتی اور قابل دید بحث ہے، فرماتے ہیں: پس جو لوگ اس مسئلے (حیات النبی ﷺ) کا انکار کرتے ہیں میں ان کو اہل حق نہیں سمجھتا۔

تا کہ وہ ان تعلیمات سے رہنمائی لے کر معاشرے کے بگاڑ اور فساد کا موجب نہ بنیں۔

اس مقصد کے پیش نظر یہ کتاب ایک علمی اور اصلاحی خزینہ ہے کتاب کی کمپوزنگ عمدہ ہے علماء خطباء اور عام مسلمانوں کے لئے بے حد نافع اور مفید ہے۔ یہ کتاب مولف سے منگوائی جاسکتی ہے۔

کتاب: مبادی التجوید مرتب: مولانا قاری زبیر احمد چترالی استاد جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

ضخامت: ۳۲ صفحات قیمت: درج نہیں ناشر: حاشر پبلشرز علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

قرآن کریم کو اس کی صفات اور مخارج کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ مدارس دینیہ میں قرآن کریم کو اس طرح پڑھنے کے لئے علم تجوید کے نام سے مختلف کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ حضرت مولانا قاری زبیر احمد چترالی صاحب استاد جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مبادی التجوید نامی رسالہ بھی مبتدی اور خالی الذہن طلباء کرام کے لئے فن تجوید کی مبادیات جاننے کے لئے ایک عمدہ اور بہترین رسالہ ہے جس کو حاشر پبلشرز کراچی نے اعلیٰ کاغذ پر ملون شائع کیا کتابت اور طباعت بھی معیاری ہے۔ اگر یہ رسالہ مبتدی طالب علموں کو پڑھایا جائے تو بہت مفید ہوگا۔

بقیہ صفحہ ۳۹ سے :

ایک محفلِ علم وادب کا دلچسپ منظر

مطبوعات سے مخطوطات زیادہ ہیں:

مولانا قاری عبداللہ نے استفسار فرمایا کہ مخطوطات زیادہ ہیں یا مطبوعات؟ شیخ الاسلام نے فرمایا: مخطوطات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ فرمایا: آئرلینڈ کے ایک کتب خانہ کے صرف مخطوطات کی فہرست پانچ جلدوں میں ہے۔ فرمایا: ماریشس میں ایک عیسائی بشپ نے کتب خانہ بنایا ہے۔ اس میں مخطوطات کا بہت بڑا ذخیرہ ہے، مگر وہاں جو عجیب بات میں نے دیکھی وہ یہ تھی کہ وہاں قارئین کے لئے پنجرے بنائے گئے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ پنجرے کیوں بنائے گئے ہیں، بتایا گیا کہ جب کوئی مطالعہ کرنے آتا ہے اور کتاب اُٹھاتا ہے تو اس کو پنجرے میں بند کر دیا جاتا ہے۔ جب مطالعہ سے فارغ ہوتا ہے تو دروازہ کھول دیا جاتا ہے، یہ اس لئے کہ کوئی چوری نہ کرے۔ مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی نے فرمایا: حضرت! یہ مکتبہ تھا یا گوانتانا مو بے؟ شیخ الاسلام نے فرمایا: اس بشپ نے لکھا ہے کہ میری بیٹی اس کتب خانہ کا زیادہ ذخیرہ اُٹھا کر اپنے آشنا کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔ (جاری ہے)

Adarts -HTS-12/97(R)

No. P-90 Monthly "AL-HAQ" Akora Khattak

(پرشکوہ جوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ
جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ مسجد۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں
وسیع صحن۔ تین اطراف سے برآمدے۔ بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام۔
الگ سیکشن برائے نماز خواتین
تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

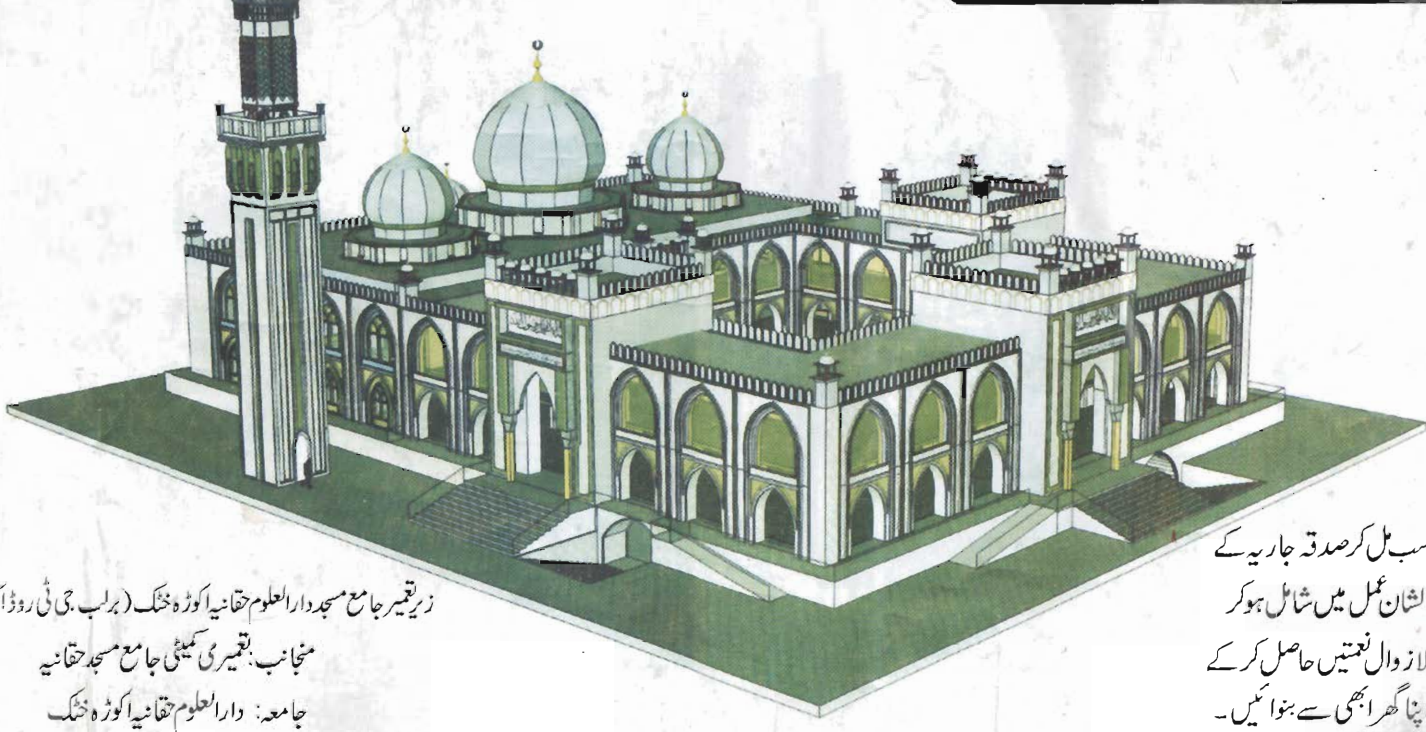

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک)
منجانب: تعمیری کمیٹی جامع مسجد حقانیہ
جامعہ: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے
اس عظیم الشان عمل میں شامل ہوکر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے
جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔